پیار کا پاگل پن

اہوش چوہدری

ناول

ماہ وش چوھدری

پیار کا پاگل پن

قہقہوں کا طوفان اٹھا۔

وہ جو نظریں کھڑکی سے باہر جمائے مگن سا بیٹھا تھا، ڈسٹرب ہوا اور ناگوار نظروں سے چند فرلانگ کے فاصلے پر بیٹھے اس چھ، سات لڑکیوں کے گروپ کی طرف دیکھا جو پبلک پلیس کی پرواہ کیے بغیر جناتی قہقہے بکھیرنے میں مصروف تھا۔

لیکن یہ کیا۔؟ ناگوار نظر ساکت ہو چکی تھی۔

وہ کوئی ٹین ایجر یا نظر باز نہ تھا بلکہ تیس سے بتیس کی درمیانی عمر کا ایک بھرپور مرد تھا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسی طرف دیکھنے میں گم تھا کہ ویٹر کی آواز آئی۔

''ایکسکیوزمی سر۔ یور آرڈر۔''

کنعان لاشاری طور پر چونک کر سیدھا ہوا۔

ویٹر نے آرڈر سرو کیا۔

''اینی تھینگ مور سر۔'' پروفیشنل مسکراہٹ سے پوچھا۔

''نو۔تھینکس۔'' کنعان نے کہا۔

''اوکے سر۔'' ویٹر مسکراتا ہوا چلا گیا۔کنعان نے اپنی پلیٹ میں فرائیڈ رائس اور منچورین نکالا اور چمچ منہ میں رکھا مگر نوالا پھنس رہا تھا۔

وہ اسلام آباد سے ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو کر کے وہاں بھوربن اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ آیا تھا جہاں وہ ہر ویک اینڈ پر آتا تھا مگر اس بار کچھ اپ سیٹ ہو چکا تھا وہ۔

وہ اٹھنے کے پر تول ہی رہا تھا کہ دوسری طرف موجود سارہ انصاری کی نظر اس ہینڈسم پر پڑ چکی تھی۔

''واؤ۔واٹ آ ہینڈسم گائے۔'' اس نے ساتھ بیٹھی ارم کو متوجہ کیا۔

ارم کی نظر اٹھی۔

''امیزنگ یار۔کتنا ڈیشنگ ہے کمینہ۔''

''کدھر۔کہاں۔کون؟'' باقی سب بے چین ہوئیں۔سوائے ایک وجود کے جو کھڑکی سے باہر پہاڑوں کو دیکھنے میں گم تھا۔

''تم سب کی بیک پر۔'' سارہ نے اطلاع دی۔

وہ چاروں ایک ساتھ پیچھے مڑیں۔

''واؤ۔ہائے۔اوہ۔'' جیسی آوازیں بلند ہوئیں۔

''واقعی یار۔کیا چیز ہے۔بالکل اپالو۔'' ثنا نے رائے دی۔

''پتہ نہیں کن لڑکیوں کو ملتے ہیں ایسے مرد۔'' حمنہ کی حسرت اور جیلسی عروج پر تھی۔

کنعان کو پتہ چل چکا تھا کہ وہ اسی کی طرف متوجہ ہیں۔اس سے پہلے کہ ساتواں وجود بھی متوجہ ہوتا۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایگزیٹ کی جانب بڑھا۔

''ارے دریہ۔'' سارہ نے اسے جھنجھوڑا تاکہ وہ بھی اس ہینڈسم بندے کو دیکھنے کا شرف حاصل کر لے مگر جب تک دریہ مراقبے سے باہر آئی۔وہ جا چکا تھا۔

''کیا یار دریہ۔اتنا اچھا سین مس کر دیا۔کیا ڈیشنگ بندہ تھا یار۔قسم سے دل گارڈن گارڈن ہو گیا دیکھ

کر۔'' سارہ نے خوش ہو کر کہا۔

''کون۔کہاں؟'' دریہ حیات صاحبہ مکمل ہوش میں آئیں۔

''جب تم چیلہ کاٹنے میں بزی تھی۔'' رومیصہ بولی۔

''ہاں یار دریہ۔واٹس یور پرابلم۔شیئر کروناں۔میں دیکھ رہی ہوں تم انجوائے کم کر رہی ہو اور گم سم زیادہ ہو۔'' سارہ نے کہا۔

''شیئر کرو ڈیئر ہم کس مرض کی دوا ہیں۔'' حمنہ نے بھی حصہ لیا۔

''نہیں۔نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' دریہ جلدی سے بولی۔

''تو پھر پہاڑوں پر چڑھتی چیونٹیاں گن رہی ہو کیا؟'' ثنا چڑی۔

''کہا ناں کوئی ایشو نہیں۔'' دریہ نے سب کی سوالیہ نظروں پر پھر سے کہا۔

دریہ ان کو اپنے پیچھے پڑوانا نہیں چاہتی تھی اس لیے جھوٹ بولا۔

وہ سب انسان کی شکل میں چڑیلیں تھیں یہ دریہ کی ذاتی رائے تھی جو خود تک ہی محدود تھی۔ورنہ وہ سب واقعی خونی چڑیلیں ثابت ہو سکتی تھیں۔

✿.....✿.....✿

یہ سب لڑکیاں لاہور یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس تھیں۔جو ایک ویک پر یونی ٹرپ کے ساتھ مری اور اس کے ملحقہ علاقوں کی سیر کی غرض سے وہاں موجود تھیں۔

وہ سب پچھلے تین سال سے ساتھ تھیں۔اسی لیے ان میں کافی بے تکلفی ہو چکی تھی۔

✿.....✿.....✿

وہ کانپتے ہاتھوں سے سٹیئرنگ سنبھال رہا تھا جو کہ اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ایک عجیب سے کرب سے دوچار لگ رہا تھا وہ۔

کنعان واپس اسلام آباد جا رہا تھا۔وہ اس وقت ون وے روڈ پر ڈرائیو کر رہا تھا۔گاڑی ادھر ادھر لڑھک رہی تھی۔وہ بار بار آنکھوں کے سامنے آتی دھند کو صاف کرتا۔اس کے کانوں میں روتی ہوئی نسوانی آواز میں چند

الفاظ گردش کر رہے تھے۔

''آپ۔آپ قاتل ہیں۔آپ نے مارا ہے میری بہن کو۔میں نفرت کرتی ہوں آپ سے۔نفرت۔سنا آپ نے۔آپ انسان نہیں وحشی ہیں۔آپ نے مجھ سے میری ماں جیسی بہن چھین لی۔مم۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔کبھی بھی نہیں۔''

یہ الفاظ اسے باہر سے گزرتی گاڑیوں کے ہارن بھی سننے نہیں دے رہے تھے۔اس سے پہلے کہ ایکسیڈنٹ ہوتا، کنعان کا ڈیش بورڈ پر پڑا سیل بجا۔جو اسے ہوش کی دنیا میں کھینچ لایا۔جلدی سے بریک پر پاؤں رکھا۔گاڑی چڑ ڑ ڑ ڑ ڑ۔ڑ ڑ ر۔کی آواز کے ساتھ رکی۔اس نے سیل اٹھایا اور نام دیکھ کر کٹ کر دیا۔اب وہ اسٹیئرنگ پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

دفعتاً گاڑی کا شیشہ انگلی کی مدد سے ناک ہوا۔کنعان نے شیشہ نیچے کیا اور سوالیہ نظروں سے سامنے موجود اجنبی آدمی کو دیکھا۔

''آر یو او کے مسٹر۔ہوش میں ہیں جو اس طرح گاڑی چلا رہے ہیں وہ بھی ون وے روڈ پر۔کیا ڈرنک کر رکھی ہے۔''اس اجنبی نے کنعان کی حالت اور گہری لال آنکھوں پے چوٹ کی۔

کنعان نے غصے سے گھوری دی اور بنا جواب دیے شیشہ اوپر کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور یہ جا وہ جا۔پیچھے رہ جانے والے اجنبی نے اس انداز میں کندھے اچکائے کہ جیسے کہہ رہا ہو۔مرو میری طرف سے۔

✿.....✿.....✿

''دریہ۔دریہ۔''سارہ نے اسے ہلایا جو پھر سے مراقبے میں تھی۔

''ہوں۔کیا ہوا۔''وہ چونکی۔

''کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔میں نوٹ کر چکی ہوں تم یونہی بیٹھے بیٹھے کھو جاتی ہو یار۔اس لیے جھوٹ مت بولنا اور جو بھی ایشو ہے شیئر کرو۔سمجھی۔''سارہ نے دھمکی آمیز انداز میں پوچھا۔

''کوئی ایشو نہیں ہے۔ہوتا تو ضرور شیئر کرتی۔تمہارا وہم ہے بس۔میں ٹھیک ہوں۔''

''تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں مگر کچھ تو ہے۔''وہ مشکوک ہوئی۔

''مجھے بابا کی یاد آ رہی تھی بس۔اور کچھ نہیں۔'' وہ افسردہ ہوئی۔

سارہ اس کے پاس آ کر بیٹھی۔

''تم افسردہ مت ہو دریہ۔ہم سب کو ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ہم ہیں ناں تمہارے ساتھ۔'' سارہ نے دریہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔

''میں جانتی ہوں بس۔پہلے ماریہ چلی گئی اور پھر بابا بھی۔میں بالکل تنہا ہو چکی ہوں سارہ۔پتہ نہیں میں کیوں زندہ ہوں اکیلی۔'' دریہ رونے لگی۔

''کم آن دریہ۔دیکھو اس طرح کرو گی تو میں بھی رو دوں گی۔پلیز دریہ چپ ہو جاؤ۔'' سارہ نے اس کے آنسو پونچھے۔

''تمہاری اسٹیپ مدر تمہارے ساتھ ہی رہتی ہیں ناں دریہ؟'' چند منٹ بعد سارہ نے پوچھا۔

''ہاں۔مگر میری ان سے کوئی انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہے۔نہ بابا کے ہوتے تھی اور نہ ہی اب ہے۔ویسے بھی وہ ایک بزنس وومن ہیں۔باہر زیادہ اور گھر پر کم ہوتی ہیں۔ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔'' دریہ نے تفصیلی جواب دیا۔

''اچھا تم موڈ ٹھیک کرو اور چلو کافی پینے چلتے ہیں۔'' سارہ نے اس کے موڈ کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنے ساتھ باہر گھسیٹا۔

✿.....✿.....✿

ڈیش بورڈ پر پڑا موبائل ایک بار پھر سے بجا۔

''واٹ دا ہیل وڈس یار۔'' وہ غصے سے چلایا اور نمبر دیکھ کر اوکے کیا۔

''کیا تکلیف ہے تجھے۔جب میں کال پک نہیں کر رہا تو اس کا مطلب بزی ہوں۔پھر کیوں مرچیں لڑ رہی ہیں تجھے۔'' کنعان نے اپنا غصہ اس بیچارے پر انڈیلا۔

''اوووو۔یار بات سن۔''

''مجھے کوئی بات نہیں سننی۔ڈرائیو کر رہا ہوں۔گھر جا کر کال بیک کرتا ہوں۔بائے۔''

دوسری طرف سے۔اوئے۔اوئے۔سن یار۔کی آواز آتی رہ گئی۔

''کیا چیز ہے یہ کمینہ۔''ارحم نے فون کو گھورا جیسے وہ کنعان ہو۔

دریہ اپنے روم میں بیٹھی اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔دو دن پہلے ہی انکا ٹرپ واپس آیا تھا۔دھاڑ سے دروازہ کھلا۔دریہ نے دروزے کی جانب دیکھا اور آذر کو دیکھ کر دوپٹہ سیٹ کرتی جلدی سے کھڑی ہوئی۔

''تم؟''

''کیوں۔کسی اور کا انتظار تھا کیا؟''بے باکی سے مسکرا کر کہا گیا۔

''شٹ اپ۔''وہ چلائی۔

''یو شٹ اپ۔''وہ اس سے بھی اونچی آواز سے بولا۔

''کیوں آئے ہو میرے روم میں۔نکلو یہاں سے۔''دریہ غصے سے بولی۔

''اوہ۔کم آن ڈیئر بلبل۔تمہیں بھی غصہ آتا ہے۔ہاؤ امیزنگ ناں۔''آذر ٹانگ پے ٹانگ چڑھا کر پھیلتے ہوئے صوفے پر بیٹھا۔

''میں نے کہا نکلو یہاں سے۔سنائی نہیں دیا تمہیں۔''دریہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے اٹھا کر باہر پھینک دے۔

''بس۔بس میری جان۔حوصلہ۔''اس نے مذاق اڑایا۔

''میں ابھی آوازیں دے کر سب ملازموں کو بلا لوں گی۔''

''اچھاااااا۔''وہ استہزائیہ ہنسا۔

''جان من۔یہ جو ملازم طبقہ ہوتا ہے ناں۔یہ پیسوں کا پجاری ہے۔اس لیے یہ بھی کر دیکھو۔''وہ بے باک نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

''تم جاؤ یہاں سے آذر۔تم جس مقصد سے آتے ہو۔میں مر کر بھی تمہارا مقصد پورا نہیں ہونے دوں گی۔سنا تم نے۔''دریہ نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی۔

''واہ بھئی واہ۔مان گئے۔میری بلبل تو چہکنے بھی لگی ہے۔'' آنکھ ماری گئی۔

دریہ نے نظریں ہٹائیں اس بھیڑیے سے۔

''ڈر لگ رہا ہے سویٹی۔'' وہ اٹھ کر اس کی جانب بڑھا۔آذر کو اسے ڈرانے میں مزا آرہا تھا۔

''دیکھو۔آگے مت آؤ۔ورنہ۔ورنہ میں۔یہ گلدان تمہارے سر پر توڑوں گی۔'' دریہ نے پاس پڑے گلدان پر گرفت کی۔

''ڈرو مت جان۔میں تمہیں خود سے ڈرتے نہیں دیکھ سکتا۔'' آذر نے ڈرنے والی ایکٹنگ کی اور منہ پھاڑ کر ہنسنے لگا۔

''تم۔تم۔کس قدر گھٹیا ہو۔تمہاری ماں۔''

''بس۔آگے ایک لفظ نہیں۔میں تمہیں ڈھیل دے رہا ہوں تم سر پہ آرہی ہو۔دو دن۔بس دو دن۔تیسری رات اگر تم نے کمرے کا لاک لگایا تو پھر۔'' وہ مکروہ مسکراہٹ ہنسا اور آنکھ مارتا، دھمکی دیتا کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے دریہ اپنی بے بسی پر روتے ہوئے سوچنے لگی کہ کیسے اس شیطان سے چھٹکارا حاصل کرے۔

✿.....✿.....✿

وہ دو دن سے مسلسل اسے سوچے جا رہا تھا۔جتنا خود سے عہد باندھتا کہ اب نہیں۔اتنا ہی زیادہ وہ سوچوں میں دھر آتی۔اب بھی فائل سائیڈ پر رکھے آفس میں بیٹھا اس دشمن جاں کو ہی یاد کر رہا تھا۔جو اس بات سے بے خبر تھی کہ کوئی اسے اس حد تک چاہتا ہے کہ پچھلے چار سال سے گھر والوں سے دور خفا بیٹھا ہے۔

''کاش۔کاش۔تم جان لیتی۔کاش میں تم سے اظہار محبت کر دیتا تو کم از کم آج یوں اس طرح۔''

تیری یادیں کمال کرتیں ہیں

میرا جینا محال کرتیں ہیں

موبائل بجا۔کنعان نے حواس میں آتے ہوئے موبائل اٹھایا۔نمبر دیکھ کر ہلکی مسکراہٹ کیساتھ کال او کے کی۔

''ابے ڈیش۔کدھر ہے تو۔کہا تھا کال بیک کروں گا۔میں پچھلے دو دن سے تیری اس بیک کال کا ویٹ کر

رہا ہوں۔'' ارحم نے ایک ہی سانس میں بات مکمل کی۔

''بول۔ کیا مسئلہ ہے۔'' رعب سے جواب آیا۔

ارحم نے سیل کان سے ہٹا کر دیکھا اور حیران ہوتے ہوئے پھر کان کو لگایا۔

''از دیئر کنعان لاشاری۔'' وہ بولا۔

کنعان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

''تھینک گاڈ۔ میں سمجھا تیرا سیل چھن گیا شاید۔ جو ایسی خوفناک آواز آئی اندر سے۔'' ارحم مسکرایا۔

''اچھا بتا کیوں میری یاد ستا رہی ہے فرینڈ۔'' کنعان کا موڈ فریش ہوا۔

''آج رات ڈنر پر مل رہے ہیں تینوں۔ وہ بیوی کا غلام بھی آ رہا ہے۔'' ارحم نے ولید کا ذکر کیا جو ان کا تیسرا ممبر تھا۔

''او کے۔ آ جاؤں گا مگر کہاں۔ گھر؟''

''نیور۔ تم دونوں اس قابل ہرگز نہیں کہ میں گھر بلا سکوں اس لیے باہر ہی۔'' اس نے کنعان کو لتاڑا اور جگہ بتا کر فون بند کر دیا۔ کنعان مسکراتا ہوا واپس فائل میں مصروف ہو گیا۔

✿.....✿.....✿

کنعان لاشاری، لاشاری فیملی کا تیسرا سپوت تھا۔ کمال لاشاری کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ وہ ایبٹ آباد کے رہائشی تھے۔ بڑی جائیداد کے اکلوتے وارث۔ بڑے سے لیڈر بزنس کے مالک۔ مگر اب دو بڑے بیٹے (کاشان اور حسان) بھی ان کے ساتھ اس کاروبا کو چلانے میں شامل تھے جبکہ تیسرا بیٹا کنعان لاشاری گھریلو تنازع کی وجہ سے۔ پچھلے چار سال سے گھر واپس نہیں گیا تھا۔ اس نے اپنی مدد آپ کے تحت اسلام آباد میں شو روم کھولا تھا۔ جس کا وہ اکیلا مالک تھا۔ گھر والوں سے دور خوش تو نہ تھا۔ پر ضد تھی کہ جب تک بی جان (ماں) نہیں بلائیں گی۔ جب تک وہ اعتراف نہیں کریں گی کہ اس کے ساتھ غلط کر چکی ہیں، واپس نہیں جائے گا۔ دونوں بھائیوں سے ٹیلیفونک رابطہ تھا۔ جس کے ذریعے وہ گھر کے حالات سے باخبر تھا۔

دوسری طرف بی جان بھی ایک ضدی خاتون تھیں۔ وہ پٹھان فیملی سے بی لانگ کرتی تھیں۔ اس لیے رعب

اور دبدبہ بھی پٹھانوں جیسا ہی تھا۔دل میں جانتی تھیں کہ بیٹے کیساتھ غلط کر چکی ہیں مگر ہار ماننا ان کی شان کے خلاف تھا۔سب ان کے رعب سے دبتے تھے۔اسی لیے خاموش تھے اس معاملے میں۔

دریہ نے بہت سوچ بچار کے بعد نگین (سٹیپ مدر) سے بات کرنے کا سوچا تھا۔آخر انہیں کا آوارہ بیٹا تھا آذر۔

آذر نگین کی پہلی شادی کی اولاد تھا۔اس کا پہلا شوہر مر چکا تھا اور پندرہ سال پہلے انہوں نے محسن حیات سے دوسری شادی کی تھی۔اس وقت آزر چودہ سال کا جبکہ دریہ دس اور ماریہ تیرہ سال کی تھیں۔

محسن حیات کی پہلی بیوی (دریہ اور ماریہ کی مدر) بلڈ کینسر سے انتقال کر چکی تھی۔ان کے لیے بیٹیوں اور بزنس کو سنبھالنا مشکل تھا۔اسی لیے انہوں نے اپنی سیکرٹری نگین سے شادی کر لی مگر نگین اچھی بزنس پارٹنر تو ثابت ہوئیں مگر ان کی بیٹیوں کی ماں نہ بن سکیں۔

اب وہ حیات انڈسٹریز کو تن تنہا چلا رہی تھیں اور کامیاب بھی تھیں۔

دریہ کو آج بہت مشکل سے وہ میسر آئی تھیں۔اسی لیے آج وہ ہر حال میں بات کرنا چاہتی تھی۔اسی مقصد کو پورا کرنے وہ ان کے روم کے باہر تھی۔

دریہ نے ناک کیا۔

''یس۔''مصروف سی آواز آئی۔دریہ اندر داخل ہوئی۔وہ قیمتی ساڑھی پہنے کہیں جانے کو تیار ہو رہی تھیں۔دریہ کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔دریہ کبھی ان کے روم میں جو نہیں آئی تھی۔

''مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔''دریہ نے دوٹوک بات کرنے کا سوچا۔

''ہاں کرو۔''وہ نیکلس پہنتے بولیں۔

''وہ۔وہ۔آ۔ذ۔''

دروازہ کھلا اور شیطان اندر آیا۔دریہ اچھل کر پیچھے ہوئی۔

''ہائے مام۔''ماں کے گلے لگ کر مصنوعی پیار جھاڑا۔

''ہائے ڈیئرسن۔ہاؤ آر یو۔'' وہ بھی مسکرا کر بولیں۔

''کہیں جارہی ہیں کیا؟''

''ہاں۔مسز افتخار کے ہاں ڈنر پارٹی ہے وہیں۔تم بھی چلو۔اچھا رہے گا۔''

''نو مام۔آپ جائیں۔میرا دل نہیں۔'' اس نے دریہ کو گہری نظروں سے دیکھ کر کہا۔دریہ جلدی سے باہر کی جانب بڑھی۔اس بیچاری کی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی۔

''اوہ۔دریہ۔تم کوئی بات کرنے آئی تھی ناں۔'' نگین نے اسے جاتے دیکھ کر کہا۔

''نہیں۔آپ جائیں میں پھر کرلوں گی۔'' دریہ اگر جانتی کہ یہ پھر اب آئے گا ہی نہیں تو ہرگز آج ایسے ہی نہ آتی ان کے روم سے۔

وہ تینوں اس وقت ڈنر کے لیے اکٹھے تھے۔

''اوئے ولی کے بچے تجھے بھابھی نے کیسے آنے دیا۔'' ارحم نے چھیڑا۔

''کیا ٹو ولی کے بچے۔ولی کے بچے کہتا رہتا ہے ابے بھائی میرا کوئی بچہ نہیں۔'' ولید چڑا کیونکہ ارحم ہمیشہ اس ولی کے بچے کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔

''کم آن یار۔بیوی آگئی ہے۔بچے بھی ان شاءاللہ جلدی آجائیں گے۔'' ارحم نے آنکھ دبائی۔

ولید جھینپ کر مسکرادیا۔

''او۔او۔کنعان دیکھ یار۔یہ ولی کا بچہ لڑکیوں کی طرح شرما رہا ہے۔''

''ہاہاہا۔'' ارحم کا قہقہہ بلند ہوا۔

کنعان مسکرایا جبکہ ولید نے ارحم کو کس کے مکا جڑا۔

''ابے جان لے گا کیا۔'' ارحم نے غصے سے گھور کر بازو سہلاتے گھسا پٹا سا ڈائیلاگ مارا۔

''اتنی جلدی مرنے والا نہیں تو خبیث۔'' ولید نے افسوس سے کہا۔

''مریں میرے دشمن۔'' ارحم دہل کر بولا۔

''کنعان! کیا ہوا بڑا چپ چپ ہے یار۔'' ولید نے اس کی خاموشی نوٹ کی۔

''مجنوں بننے کا دورہ پڑا ہے پھر سے۔'' ارحم نے نمک پاشی کی۔

کنعان نے ارحم کو گھورا۔

''تم لوگوں کو سن رہا ہوں اور کیا کروں۔'' کنعان نے کیا کروں پر زور دیا۔

''بلو ٹھمکا لگا۔ بلووووو۔ زرا نچ کے وکھا بلووووو۔'' ارحم ٹیبل بجا کر کنعان کو کیا کروں کا جواب دے رہا تھا۔

''یہ خبیث ہے پورا۔'' ولید نے دانت کچکچائے۔

''ایگزیکٹلی۔ میں بھی غلطی سے اس کے انویٹیشن پر آ گیا۔'' کنعان نے تائید کی۔

''حد ادب۔ گستاخ۔ کمینو۔ آج جو ٹھونسنے آئے ہو اس کا بل میں ہی بھرنے والا ہوں۔ اس لیے غداری کرنے والوں کو وووووو۔''

ولید نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

''انف ارحم۔ لوگ دیکھ رہے ہیں۔'' ولید نے غصے سے گھور کر کہا۔

قریبی ٹیبلز پر موجود لوگ واقعی ارحم کی حرکتوں کو انجوائے کر رہے تھے۔ ارحم نے ارد گرد نظر دوڑائی اور شرافت سے۔ ''اوکے'' کہا۔

''ہاتھ ہٹا یار۔'' وہ بند منہ سے بمشکل بولا۔

ولید نے ہاتھ ہٹائے۔ ارحم تمیز کے جامے میں آ چکا تھا۔

ادھر ادھر کی باتوں کے درمیان ڈنر کیا گیا۔

✿.....✿.....✿

دریہ نے ہمیشہ کی طرح سونے سے پہلے لاک چیک کیا اور اطمینان کر کے بیڈ پر آئی۔ دوپٹہ اتار کر سرہانے رکھا۔ کمبل اوڑھ کر مختلف آیات پڑھ کر خود پر پھونکیں اور لیمپ آف کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ کب نیند کی وادیوں میں اتری پتہ ہی نہ چلا۔

✿.....✿.....✿

''میں دو دن کے لیے لاہور جا رہا ہوں اس لیے چیک رکھنا۔اگر کوئی ایشو ہو تو انفارم کر دینا۔ اوکے۔'' کنعان نے اپنے مینجر فراز سے کہا۔

''جی سر۔'' وہ مؤدب ہوا۔

''ٹھیک ہے۔یہ کچھ گاڑیوں کے نیو ماڈلز ہیں۔میں نے کچھ پر نشان لگائے ہیں تم بھی دیکھ لو ایک دفعہ۔پھر فائنل کرتے ہیں۔''

''اوکے سر۔'' فراز فائل لے کر چلا گیا۔کنعان اپنی چیزوں کو سمیٹنے لگا۔

✿.....✿.....✿

نجانے رات کا کون سا پہر تھا۔جب آہستگی سے دریہ کے روم کا دروازہ کھلا اور کوئی احتیاط سے قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا اب وہ دریہ پر جھک رہا تھا۔دریہ کو خود پر کسی گرفت کا احساس ہوا۔اس نے کروٹ لینا چاہی مگر ناکام رہی۔

دریہ نے جلدی سے منہ پر سے کمبل ہٹایا۔خود پر کسی کو جھکے پایا۔اس کی چیخ بے ساختہ تھی۔آذر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا۔

''کم آن بے بی۔میں ہوں۔آذر۔''

دریہ مسلسل مزاحمت کر کے خود کو چھڑوا رہی تھی مگر گرفت مضبوط تھی۔

''ہٹ۔ہٹو۔ہٹو۔آ۔ذ۔ر۔'' وہ اٹک رہی تھی۔آذر نے منہ پر سے ہاتھ ہٹائے۔

''بولو جان من۔کیا کہنا ہے۔ویسے آج کی رات تو صرف جذبات کو بولنے دیتے ہیں۔باتیں تو پھر بھی۔''

دریہ نے اس کے بات کرنے کا فائدہ اٹھا کر اس کے بازو پر دانت گاڑھے جو دریہ کے گرد کر رکھا تھا۔آذر اس وار کے لیے تیار نہ تھا اس لیے پیچھے کو ہوا۔دریہ نے فل زور لگا کر دھکا دیا اور ساتھ ہی سائیڈ لیمپ مارا۔جو آذر کے ناک اور آنکھوں پر لگا۔وہ منہ پر ہاتھ رکھے اور پیچھے ہٹا۔

دریہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔اس سے پہلے کہ آذر سنبھلتا۔دریہ نے گلدان اس پر پھینکا جو بالکل ٹھیک نشانے پر لگا۔

وہ بھاگتی ہوئی روم سے نکلی۔اس کا رخ نگین کے کمرے کی طرف تھا۔آذر ایک ہاتھ ناک اور دوسرا سر کے پیچھے رکھے کھڑا تھا جہاں سے خون نکل پڑا تھا۔بہت زور سے بجا تھا گلدان۔وہ خود کو سنبھالتا،لڑکھڑاتا دریہ کے پیچھے آیا۔

دریہ نے دروازہ کھولا اور اندر بڑھی مگر کمرہ خالی تھا۔شاید نگین ابھی تک پارٹی سے واپس نہیں آئی تھی۔

وہ الٹے قدموں واپس آئی کہ آذر کو سیڑھیاں اترتے دیکھا۔وہ جلدی سے باہر لان کی جانب بھاگی۔

وہ چلا نہیں رہی تھی کیونکہ۔جانتی تھی آذر ملازموں کو خرید چکا ہے اس لیے چلا کر وہ اپنے لیے نئی مصیبت کھڑی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

گیٹ پر بڑا سا تالا پڑا تھا۔

''کیا۔کیا کروں؟''

''در۔دریہ۔بلبل۔رکو۔میں۔آ۔رہا۔'' آذر لڑکھڑاتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''دریہ ہری اپ۔جلدی کرو دریہ۔'' وہ خود کو ہمت دے رہی تھی۔

''ہاں یس۔یہی۔'' وہ کہتے ہوئے گھر کی پچھلی جانب بھاگی جہاں سے دیوار پھلانگنے کا سوچا تھا اس نے۔تھوڑی بہت کوشش کے بعد بالآخر وہ دیوار پھلانگنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

دریہ سمت کا تعین کیے بغیر بھاگ رہی تھی۔اس کے پاس نہ تو دوپٹہ تھا اور نہ ہی پیروں میں چپل۔وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی کہ اچانک ایک موڑ پر پتھر سے لڑکھڑائی اور سامنے سے آتی گاڑی کی ہیڈ لائیٹس نے اس کی آنکھوں کو چندھیا دیا۔وہ دھڑام سے نیچے گری۔پاس پڑا دوسرا پتھر اس کے سر کی بیک پر لگا۔

گاڑی میں موجود شخص جلدی سے باہر آیا۔وہ دریہ پر جھکا اور ساکت رہ گیا۔دریہ نے ہوش کھونے سے پہلے ایک شخص کو خود پر جھکتے دیکھا اور جو آخری خیال اس کے دماغ میں آیا۔وہ یہی تھا۔

ایک دشمن سے بچ کر دوسرے دشمن کے پاس۔

وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

دریہ حیات اور میرب لاشاری کی پہلی ملاقات لاہور میڈیکل کالج کے کاریڈور میں ہوئی تھی۔ دونوں نیو قمر تھیں اس لیے تھوڑا نروس تھیں۔ میرب لیٹ پہنچی تھی اس لیے جلدی کے چکر میں سامنے سے آتی دریہ کو دیکھ نہ پائی اور زوردار تصادم ہوا۔ جس کے نتیجے میں میرب کی فائل اور دریہ کی بک نیچے گری۔

دونوں بیک وقت جھکیں، نظریں ملیں اور دونوں ہی بے ساختہ مسکرا دیں۔

''ہائے۔ آئی ایم۔ میرب۔ میرب لاشاری۔''

میرب نے ہاتھ بڑھایا۔ دریہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

''می دریہ۔ دریہ حیات۔'' دریہ نے اسی کے انداز سے کہا۔

دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں۔

''ایکچولی۔ میں لیٹ ہوگئی۔ رات دیر سے ایبٹ آباد سے لاہور پہنچے کہ صبح آنکھ لیٹ کھلی۔ اصل میں ایبٹ آباد سے ہوں۔ یہاں ہاسٹل میں رہوں گی۔ بی جان تو بالکل نہیں مان رہی تھیں بہت ضد کر کے آئی ہوں۔ تین بھائیوں کی لاڈلی اور اکلوتی بہن ہوں اس لیے سب نے ساتھ دیا میرا اور میں آج یہاں ہوں۔''

''اف۔ کتنا بولتی ہے یہ۔'' دریہ نے سوچا۔

''اچھا اب تم بتاؤ اپنے بارے میں۔''

''کیا؟'' دریہ ہونق بنی۔

''یہی جو میں نے بتایا ہے۔'' میرب نے تسلی سے کہا۔

''میں لاہور سے ہی ہوں اور میری سسٹر کو بہت شوق ہے مجھے ڈاکٹر بنانے کا اس لیے میں آج یہاں ہوں۔'' دریہ نے مختصر سا بتایا۔

''اوہ اچھا۔'' میرب مسکرائی۔

''تو پھر فرینڈز۔'' میرب کو اب یاد آیا تھا دوستی کا۔ دریہ نے اس کی طرف دیکھا مگر ہاتھ نہیں بڑھایا۔

''کیا ہوا۔'' میرب حیران ہوئی۔

''نہیں۔ ایکچولی میں فرینڈشپ نہیں کرتی۔ میری بہن ہی میری فرینڈ ہے مجھے باہر دوست بنانے کی

ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔'' وہ معصومیت سے بولی۔

میرب اس کی معصومیت پر مسکرائی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔تم نہ کرو فرینڈ شپ۔میں کر لیتی ہوں۔'' میرب نے زبردستی اس کا ہاتھ تھاما۔

''فرینڈز۔'' وہ مسکرائی۔

دریہ بھی مسکرادی۔

''اوکے فرینڈز۔''

آج دریہ کالج نہیں آئی تھی۔ماریہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے۔میرب نے بہت مشکل سے کالج میں سارا دن گزارا۔واپس آ کر دریہ کو فون کھڑکایا۔

''کیوں نہیں آئی تم۔اور ایک کال کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔'' میرب خفا ہوئی۔

''سوری یار۔بس وہ ماریہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔اس لیے۔''

''کیا ہوا ماریہ کو؟'' میرب جانتی تھی وہ ماریہ کے معاملے میں کافی پوزیسیو ہے۔

''بس ذرا فیور ہو گیا تھا۔اب ٹھیک ہے۔میں ان شاءاللہ کل آؤں گی۔''

''اوکے چلو پھر کل ملاقات ہوتی ہے۔''

''اوکے۔بائے۔''

میرب خود پر حیران تھی کہ دریہ سے ایک دن نہ ملنے پر وہ کتنی بے چینی فیل کر رہی ہے۔اگر کبھی زیادہ دن کے لیے وہ آف کر لے تو میرا کیا ہوگا۔

''اف!وہ دریہ ہے کوئی لڑکا نہیں۔'' اپنی سوچ پر وہ خود ہی مسکرادی۔

دریہ اور میرب کی دوستی وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی گئی۔ان کا ایک سال مکمل ہو چکا تھا۔آج ان کا لاسٹ پیپر تھا۔میرب کو گھر سے لینے آنا تھا۔اس لیے وہ دریہ کو بھی روکے بیٹھی تھی۔

''آئی وِل مس یو دریہ۔'' میرب افسردہ ہوئی۔

''می ٹو۔'' دریہ مسکرائی۔

''ہم کون سا زیادہ دن کے لیے بچھڑ رہے ہیں جو یوں منہ بنا کے بیٹھی ہو۔'' دریہ نے میرب کو افسردہ دیکھ کر چھیڑا۔

''ہاں بٹ۔تم سے زیادہ دن دور نہیں رہ سکتی۔اس لیے سوچ رہی ہوں کوئی پکا انتظام کرلوں۔'' میرب نے سنجیدہ ہو کر مذاق کیا۔

''مطلب؟'' دریہ حیران ہوئی۔

''مطلب یہ کہ.....'' میرب کے سیل کی ٹون بجی۔

''آ گئے ہیں لینے۔چلو۔'' میرب نے بیگ اٹھایا۔

''او کے یار۔پہنچ کے بتا دینا۔'' دریہ نے فائل اور بیگ اٹھایا اور میرب سے گلے ملنے بڑھی۔

''تم کہاں جا رہی ہو۔''

''میں نہیں۔تم جا رہی ہو اور تمہی سے کہا ہے بتانے کو۔''

''ارے یار۔باہر تک تو ساتھ چلو۔کاشان بھائی سے مل لو۔'' میرب نے کہا۔

''کاشان بھائی لینے آئے ہیں؟''

''ہاں چلو اب۔'' میرب اسے ساتھ لے کر پارکنگ کی طرف بڑھی۔

وہاں کاشان کی جگہ کنعان کو دیکھ کر میرب چیخی۔

''واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز بھائی۔'' میرب بھاگ کر کنعان کی پھیلی بانہوں میں سمائی۔کنعان نے بہن کے سر پر بوسہ دیا۔دریہ نے بہن بھائی کی محبت کا پرجوش مظاہرہ دیکھا تو ایک کمی کا احساس ہوا۔

''کیسی ہے میری گڑیا؟'' کنعان نے مسکرا کر پوچھا۔

''میں ٹھیک۔آپ کب آئے لندن سے بھائی۔اور بتایا بھی نہیں۔'' میرب خوش بھی تھی اور حیران بھی۔

دریہ کچھ فاصلے پر کھڑی کنعان کا جائزہ لے رہی تھی۔

اچھی ہائیٹ، صاف رنگت، ہلکی شیو، شلوار قمیض پہنے وہ مسکراتا ہوا بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ دریہ نے دل ہی دل میں سراہا۔ سب سے اٹریکٹو اسے کنعان کی آنکھیں لگی تھیں۔ چمکتی ہوئی ہلکی براؤن آنکھیں۔ وہ جائزہ لینے میں گم تھی کہ میرب کی آواز آئی۔

''بھائی یہ دریہ ہے۔ آپ جانتے ہیں ناں۔'' میرب کھلکھلائی۔

''ہاں بالکل۔ السلام علیکم مس دریہ حیات صاحبہ۔'' کنعان نے مسکرا کر کہا۔

''یہ تو میرا پورا نام بھی جانتا ہے۔'' دریہ جواب دینے کی بجائے منہ کھولے سوچنے میں مگن تھی۔

''اوہو۔ دریہ کہاں گئی یار۔ میں نے تمہارا تعارف کرا رکھا ہے سب سے۔ میرے گھر کا ہر فرد تمہیں بغیر دیکھے اچھے سے جانتا ہے۔ کیوں بھائی۔'' وہ شوخ ہوئی۔

''بالکل۔'' کنعان نے بہن کی تائید کی اور دریہ کو منہ کھولے دیکھ کر مسکرایا۔

دریہ خاموش ہی رہی۔

''بھائی کہیں اچھا سا لنچ کروا دیں ہمیں۔ پھر چلتے ہیں آگے۔'' میرب نے فرمائش کی۔ وہ ایسی فرمائشیں کنعان سے ہی منواتی تھی۔

''اوکے ڈیئر۔'' وہ مسکرایا۔

''وئی شوڈ گو ناؤ۔'' کنعان نے کہا اور چل پڑا۔

''چلو دریہ۔''

''میں۔'' دریہ نے اپنی طرف انگلی کی۔

''نہیں تمہاری روح۔ بھئی مانا کہ میرا بھائی بہت ہینڈسم ہے مگر تم بھی کم نہیں ہو اس لیے بی ریلیکس ڈیئر۔'' میرب نے اسے چھیڑا۔

''بہت بدتمیز ہو تم۔'' دریہ جھینپی۔

''شکریہ نوازش۔ چلو اب۔'' وہ دریہ کو باقاعدہ گھسیٹ رہی تھی۔

''بدتمیز لڑکی چھوڑو مجھے۔ میں خود چل سکتی ہوں۔'' دریہ نے اپنا آپ چھڑوایا۔

''مجھے کیوں لے جا رہی ہو۔تم اپنے بھائی کیساتھ انجوائے کرو جا کر۔''

''میں بھائی کے علاوہ تمہارے ساتھ بھی انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔اس لیے منہ بند کرو اور چلو۔وہ دیکھو بھائی ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔''میرب نے اس کی توجہ کروائی جہاں کچھ فاصلے پر کنعان کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

✿.....✿.....✿

کنعان انہیں پی سی میں لے کر آیا تھا لنچ کروانے۔سب کی پسند کا آرڈر دے دیا تھا اور اب کھانے کا ویٹ تھا۔میرب اس سے لندن کی باتیں پوچھ رہی تھی جن کا کنعان جواب بھی دے رہا تھا اور ساتھ میں دریہ پر بھی مکمل نظر تھی۔جواب بھی خاموش بیٹھی صرف سن رہی تھی۔

''میرو۔تمہاری فرینڈ گونگی ہے کیا؟''رازداری سے بہن کے کان کے پاس جا کر پوچھا۔

میرب کھلکھلا کے ہنسی۔

''دریہ!بھائی پوچھ.....''

کنعان اسے گھور رہا تھا اس لیے میرب نے بات بدل دی۔

''وہ بھائی پوچھ رہے ہیں سیمسٹرز کیسے ہوئے۔''

''اچھے ہو گئے۔''دریہ نے مدھم سا جواب دیا جسے کنعان بمشکل سن پایا۔

اتنے میں لنچ آ گیا۔لنچ کے بعد دریہ کو ڈراپ کر کے وہ ایبٹ آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔

✿.....✿.....✿

یہ کنعان کی دریہ سے پہلی ملاقات تھی۔وہ کنعان کو اچھی لگی تھی مگر ایبٹ آباد آ کر جس طرح دریہ نے اسے ڈسٹرب کیا تھا۔وہ خود پریشان ہو گیا تھا کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔اس وقت وہ اپنے روم کی بالکونی میں سگریٹ سلگائے کھڑا تھا۔

''میں کیوں اسے ہی سوچے جا رہا ہوں۔وہ کیوں مجھے اس طرح ڈسٹرب کر رہی ہے۔وہ مجھے اچھی لگی ہے۔مگر اچھی سے زیادہ.....؟''

یہاں آ کر وہ سوچ میں پڑ جاتا۔ مانا دریہ خوبصورت لڑکی تھی مگر میں نے اس سے بھی زیادہ حسن دیکھ رکھا ہے پھر کیوں.....؟

''اف! یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔'' وہ اپنا سر جکڑے چیئر پر بیٹھا۔

''کہیں مجھے اس سے محبت؟.....نہیں۔نہیں۔ایک ہی ملاقات میں کیسے ہو سکتی ہے محبت۔اب اتنا بھی ہلکے دل کا نہیں ہوں میں۔'' کنعان نے خود کی سوچ کی نفی کی۔

کچھ دیر وہاں کھلی ہوا میں بیٹھ کر خود کو ریلیکس کیا اور اسٹڈی کی طرف رُخ کیا۔وہ مزید اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

''بھائی! میری کلاسز اسٹارٹ ہو چکی ہیں۔دریہ کی کال آئی تھی۔مجھے واپس جانا ہے۔آپ چھوڑ کر آئیں گے ناں۔'' میرب نے ڈائننگ ٹیبل پر کاشان سے پوچھا کیونکہ اسے لانے لے جانے کا کام کاشان کے ہی ذمے تھا۔

''ہاں میں چھوڑ آؤں گا۔تم پیکنگ کر کے بتا دینا۔ہوں۔'' کاشان نے کہا۔

''جی ٹھیک ہے بھائی۔'' میرب بولی۔

''بھائی میں چھوڑ آؤں گا۔میرب کو۔'' کنعان بے اختیار بولا۔

بی جان نے بیٹے کو دیکھا۔

''اصل میں، میں سوچ رہا تھا نیکسٹ ویک واپس لندن جا رہا ہوں تو کچھ شاپنگ لاہور سے کر لوں۔'' کنعان نے بی جان کی نظروں سے بچنے کے لیے جلدی سے بات بنائی۔

''ٹھیک ہے۔پھر تم ہی چھوڑ آنا مجھے ملتان بھی جانا ہے اس ویک۔'' کاشان نے ذمہ داری اس پر لا دی۔

''بھائی کل شام میں نکلیں گے۔'' میرب نے کنعان کو مطلع کیا۔

''او کے سویٹی۔'' وہ مسکراتا ہوا ٹیبل سے اٹھ گیا۔

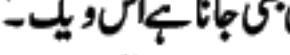

کنعان اپنی بے اختیاری پر خود بھی حیران تھا۔شاید میں جانے سے پہلے اسے ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں۔ پر کیوں؟اس کیوں کا جو جواب آ رہا تھا۔وہ اسے ماننے سے انکاری تھا۔

کنعان نے میرب کو ہاسٹل ڈراپ کیا۔

''میرب! میں آج لاہور ہی میں رکوں گا کچھ شاپنگ کرنی ہے۔تم کل ریڈی رہنا کل کا لنچ ساتھ کریں گے۔اس کے بعد میں واپس جاؤں گا۔'' کنعان نے میرب سے کہا۔

''او کے بھائی۔میں ریڈی رہوں گی۔'' وہ مسکرائی۔

کنعان نے ہوٹل میں روم بک کروایا۔اور شاپنگ کرنے چل دیا۔خوب دل کھول کر شاپنگ کی۔

اگلے دن دوپہر میں میرب کی کلاسز آف ہونے کے بعد وہ کالج کے پارکنگ میں موجود تھا۔

''میرب! آئی ایم ویٹنگ فار یو سوئیٹی۔اور ہاں اپنی فرینڈ کو بھی لے آؤ ساتھ۔'' کنعان نے دل کی بات انجان بن کر لکھی اور میسج سینڈ کیا۔

میرب میسج پڑھ کر مسکرائی۔

''کیا جوک لکھا ہے۔'' دریہ نے اسے مسکراتے دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں۔بھائی آ گئے ہیں پارکنگ میں،ویٹ کر رہے ہیں چلو۔'' اس نے چیزیں سمیٹیں۔

''میں نہیں جا رہی اس بار تمہارے بھائی کیا سوچیں گے۔میں ایویں گھس آتی ہوں بیچ میں۔'' دریہ نے منہ بنا کر کہا۔

''کم آن ڈارلنگ۔میرے بھائی ایسی باتیں نہیں سوچتے۔ویسے بھی تمہیں ساتھ لانے کی فرمائش آئی ہے جناب۔یہ دیکھو بھائی کا ٹیکسٹ۔'' میرب نے موبائل سامنے کیا۔

''وہ تو ویسے ہی کہہ دیا ہوگا انہوں نے۔'' دریہ ابھی بھی راضی نہ تھی۔حالانکہ دل چاہ رہا تھا اس ہینڈسم بندے کو دیکھنے کو۔

''اپنی چھوٹی سوچ اپنے پاس رکھو اور چلو۔'' میرب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

''اچھا بابا چلتی ہوں۔ ہاتھ تو چھوڑو۔'' دریہ کھڑی ہوئی۔
دونوں ساتھ چلتیں پارکنگ کی طرف بڑھیں۔

کنعان نے دریہ کو جی بھر کر دیکھا تھا۔ جاتے جاتے اچھی طرح آنکھوں کے ذریعے دل میں بسا گیا تھا اسے تاکہ وہاں جا کر دل اسی دیدار سے بہلا سکے۔
دوسری طرف دریہ اس سب سے انجان اپنی دنیا میں مگن تھی۔

وقت تیزی سے گزرتا گیا۔ ایک سال بعد کنعان اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس آ چکا تھا اور اب بی جان تک دل کی بات پہنچانا چاہتا تھا۔ اس کے دل کی مراد بر آئی جب بی جان نے خود ہی اس سے اس کی شادی کی بات کی۔
''کنعان۔ میں چاہ رہی ہوں اب تم شادی کر لو۔ تعلیم مکمل کر چکے ہو۔ اس لیے یہی مناسب عمر ہے۔'' بی جان نے بارعب آواز میں کہا۔
''اتنی جلدی۔'' کنعان نے دل کی حالت چھپا کر حیرت ظاہر کی۔
''اتنی جلدی نہیں ہے۔ ستائیس کے ہو چکے ہو اور یہی عمر ہوتی ہے۔ میں تمہارے ماموں سے بات کر لوں مائرہ کے لیے۔'' انہوں نے خواہش ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔
''مم۔ مائرہ۔'' کنعان کے ہوش ٹھکانے آئے۔
''ہاں کیوں۔ تمہیں اعتراض ہے۔'' بی جان نے بیٹے کا حیران چہرہ دیکھا۔
''بی جان! اصل میں۔'' وہ کا۔ کیسے کہتا ماں سے۔
''ہاں بولو۔ میں سن رہی ہوں۔''
''بی جان۔ وہ میں لڑکی پسند کر چکا ہوں۔'' کنعان نے انکشاف کیا۔
بی جان حیرانگی سے اس کی شکل دیکھ رہی تھیں۔ کم از کم کنعان سے ایسی امید نہ تھی انہیں۔
کچھ دیر بعد بولیں۔

''کون ہے؟''

''وہ۔وہ بی جان اپنی میرو کی دوست۔دریہ۔دریہ حیات۔'' کنعان نے دوسرا بڑا انکشاف کیا۔

بی جان کو گم سم دیکھ کر ان کا گھٹنا پکڑا۔

''بی جان وہ بہت اچھی ہے۔مجھے ایز آ لائف پارٹنر پسند ہے وہ۔لیکن اگر آپ.....''

بی جان نے اس کی بات کاٹی۔

''ٹھیک ہے۔ہم اسی ہفتے جائیں گے رشتہ لے کر۔''

''رئیلی بی جان۔'' کنعان خوش ہوا۔

''ہاں بالکل۔'' انہوں نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

''تم میرب سے کوئی بات مت کرنا میں خود کرلوں گی۔'' بی جان نے کہا۔

''جی بی جان۔'' کنعان ماں کا ہاتھ چوم کر وہاں سے چلا گیا۔بی جان اسے جاتے دیکھ کر مسکرائیں مگر ان کی مسکراہٹ ویسی نہ تھی جیسی ہونی چاہیے تھی۔

✿.....✿.....✿

بی جان، کمال لاشاری اور میرب اس وقت حیات ہاؤس میں محسن حیات کے روبرو تھے۔ماریہ ڈرائنگ روم آئی اور چائے سرو کرنے لگی۔

''ماریہ۔دریہ کہاں ہے؟'' میرب کو بے چینی ہو رہی تھی کہ وہ اڑ کر دریہ تک پہنچے اور اسے بتائے کہ وہ کس مقصد سے آئے ہیں۔

''بھائی صاحب۔ہم ایک خاص مقصد سے آئے ہیں آج۔'' بی جان نے ماریہ کے بولنے سے پہلے کہا۔

''جی، جی۔ضرور، کہیے۔'' محسن متوجہ ہوئے۔

''اصل میں۔ہم اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے آپ کی بیٹی ماریہ کا رشتہ مانگنے آئے ہیں۔'' بی جان نے بم پھوڑا۔میرب حیرانگی سے ماں کے منہ سے سب سن رہی تھی۔

''میں نے میرب کے پاس موجود تصویروں میں ماریہ کو دیکھا تھا۔مجھے آپ کی بیٹی بہت پسند آئی۔بس بیٹے

کی واپسی کا انتظار تھا اور اب وہ آچکا ہے تو ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور خالی ہاتھ ہرگز نہیں جائیں گے بھائی صاحب۔ آپ کو جو بھی تسلی کرنی ہے کرلیں پر جواب ہاں ہی میں ہونا چاہیے۔'' بی جان نے بات مکمل کی۔

میرب ماں کو اشارہ کررہی تھی۔ ''ماں! یہ کیا کہہ رہی ہیں۔''

بی جان نے جن نظروں سے اسے گھورا وہ میرب کی بولتی بند کرگیا تھا۔

محسن حیات اتنی اچھی فیملی سے بیٹی کا رشتہ آنے پر خوش تھے مگر کچھ وقت مانگا تھا سوچنے کے لیے۔ ماریہ اپنے رشتے کی بات سن کر باہر نکل گئی۔ اس کا دل دھک دھک کررہا تھا جسے سنبھالتی وہ کچن میں دریہ کو بتانے بھاگی۔

نجانے قسمت کس رُخ لے جانے والی تھی۔

✿.....✿.....✿

ماریہ بھاگتی ہوئی کچن میں دریہ کے پاس پہنچی۔ سانس پھولی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا تمہیں۔ کوئی بھوت دیکھ لیا کیا؟'' دریہ نے اس کے پھولے سانس پر چوٹ کی۔

''نن۔ نہیں۔ اصل میں۔ وہاں ڈرائنگ روم۔'' ماریہ پاگلوں کی طرح اس طرف اشارہ کرنے لگی۔

''کیا ہے وہاں۔ میرب کی فیملی آئی ہے وہاں۔ مجھے ملازمہ نے بتایا۔ میں وہیں جارہی ہوں۔''

''ہاں۔ ہاں جاؤ۔'' ماریہ جلدی سے بولی۔

''جاتی ہوں پہلے تم بتاؤ کیا ہوا۔'' دریہ حیران تھی اس کی حالت پر۔

''وہ۔ اصل میں وہ لوگ پرپوزل لے کر آئے ہیں۔'' ماریہ نے انکشاف کیا۔

''کیا پرپوزل۔ کس کا؟'' دریہ نے حیرت سے پوچھا۔

''مم۔ میرا۔'' ماریہ ہکلائی۔

''پر کس کا۔'' دریہ ابھی بھی شاکڈ تھی۔

''اپنے چھوٹے بیٹے کنعان کا۔''

''کیا؟ ریلی۔'' دریہ خوشی سے اچھلی۔

''ہاں میں سن کر آئی ہوں ابھی۔'' ماریہ ہلکا سا شرمائی۔ ایسی سچوئیشن سے پہلی بار پالا پڑا تھا اس کا۔

''اف۔ یہ میرب کتنی بدتمیز ہے مجھے بھنک بھی پڑنے نہیں دی۔''

''پتہ ہے ماریہ۔ کنعان لاشاری بہت ہینڈسم ہے قسم سے۔ میرا جی جو بننے والا ہے وہ ہینڈسم۔ مجھے تو سوچ کر ہی خوشی ہو رہی ہے۔ میں ڈرائنگ روم میں جا کر باقی کی خبر لاتی ہوں۔'' دریہ کہتے ساتھ ہی جلدی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔

''السلام علیکم۔'' دریہ نے مشترکہ سلام کیا اور میرب کے پاس بیٹھ گئی۔ بی جان نے ناگوار نظر دریہ پر ڈالی۔ وہ بیچاری ناگوار نظروں سے بے خبر میرب سے راز و نیاز کرنے لگی۔

''ایڈیٹ۔ مجھے بتایا بھی نہیں اور ڈائریکٹ میری چہیتی بہن کو مانگنے آ گئی۔''

میرب کیا کہتی۔ وہ خود پر بی جان کی کڑی نظریں گڑی محسوس کر رہی تھی۔ زبردستی مسکرا کر بولی۔

''اصل میں مجھے بھی علم نہیں تھا اور ویسے بھی میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی۔'' میرب تھوک نگل کر بمشکل بولی۔

''اچھا چلو مان لیا۔ پر تمہارا سرپرائز مجھے بہت پسند آیا۔ سچ میں۔'' دریہ کی خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ میرب بہت مشکل سے مسکرا کر اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہاں سے بھاگ جائے اور کنعان کو بتائے کہ کیا قیامت آنے والی ہے اس پر۔

✿.....✿.....✿

دریہ کو ہوش آیا تو خود کو ہوسپٹل کے بستر پر پایا۔ وہ اٹھنے لگی کہ کنعان جلدی سے پاس آیا۔

''دریہ! لیٹی رہو۔ ڈرپ لگی ہے۔''

''مجھے جانا ہے یہاں سے۔'' وہ ڈرپ کی سوئی نکالنے لگی۔

''کم آن دریہ۔'' کنعان نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

''ڈونٹ ٹچ می مسٹر۔'' دریہ نے اس کا ہاتھ پوری قوت سے جھٹکا۔

''ریلیکس پلیز۔'' وہ پیچھے ہٹتا ملتجی ہوا۔

''تم۔ تم کیوں لائے مجھے یہاں۔ مرنے دیتے مجھے بھی میری بہن کی طرح۔'' وہ ہسٹریائی ہوئی۔

''دریہ پلیز۔ڈاکٹر نے ریلیکس رہنے کا کہا ہے تمہیں۔''

''ریلیکس۔'' وہ استہزائیہ ہنسی۔

''تم۔تمہیں لگتا ہے میں تمہاری موجودگی میں ریلیکس رہ سکتی ہوں۔تم قاتل ہو۔قاتل۔'' وہ چیخی۔

''دریہ۔'' وہ مدھم سا بولا۔

اتنے میں نرس اینٹر ہوئی۔

''کیسا فیل کر رہی ہیں۔'' اس نے مسکرا کر دریہ سے پوچھا۔

''یہ۔یہ ڈرپ اتاریں پلیز مجھے جانا ہے۔''

''آپ کی طبیعت۔'' نرس اس کی بات سن کر حیران ہوئی۔

''میں ٹھیک ہوں۔اتاریں اسے ورنہ۔'' وہ سوئی کھینچنے لگی۔

''میں کرتی ہوں آپ رکیں۔'' نرس نے سوالیہ نظروں سے کنعان کو دیکھا جس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔نرس نے احتیاط سے سرنج نکالی۔دریہ نے چادر ہٹائی اور کھڑی ہوئی۔

''پلیز۔آپ کے پاس کوئی دوپٹہ اور پرانی چپل ہوگی۔'' دریہ نے التجائی انداز میں نرس سے کہا۔

''جی ٹھہریں میں لاتی ہوں۔''

کنعان نے ایک نظر اسے دیکھا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر میں دریہ بھی نرس سے چادر لیتی شکریہ کرتی باہر آئی۔وہ جانتی تھی کنعان بل پے کر چکا ہوگا۔اس لیے باہر کی جانب بڑھی۔

کنعان نے بل کلیئر کیے اور اس کے پیچھے ہی باہر آیا۔وہ کوئی رکشہ ٹیکسی دیکھ رہی تھی شاید۔

''کہاں جاؤں؟۔'' یہی سوچ کر وہ پھر سے اپنا بی پی بڑھا رہی تھی۔

کنعان آہستگی سے پاس آیا۔

''کہاں جاؤ گی؟''

دریہ نے ایک غصیلی نظر ڈالی اور پھر سے سڑک کی طرف متوجہ ہوگئی۔

''میرے ساتھ چلو۔'' وہ مدھم سا بولا۔

دریہ خاموش رہی۔

''دریہ۔'' پھر سے پکارا گیا۔

''میں گاڑی لاتا ہوں یہاں۔''

''تم۔تم دفع ہو جاؤ سمجھے۔ چلے جاؤ۔ میں جہاں مرضی جاؤں پر تم ہرگز اس قابل نہیں کہ تمہارے ساتھ جاؤں۔ناؤ گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔'' وہ چلائی۔

کنعان نے بہت تحمل سے سب سنا اور خاموشی سے پارکنگ کی طرف چلا گیا۔

دریہ اس کی پشت کو گھورتی رہی جب تک وہ نظر آتا رہا۔غائب ہونے پر دریہ پھر سڑک پر رواں دواں گاڑیوں کو دیکھنے لگی۔

''کہاں جاؤں؟ یہ کیا ہو گیا ہے میرے ساتھ۔ مجھے نہیں رہنا زندہ۔ مجھے بھی موت دے دے اللہ۔کون ہے میرا۔ میں اکیلی ہوں۔ کسی کو بھی ضرورت نہیں میری۔زندہ رہ کر اس دنیا میں موجود بھیڑیوں کی خوراک ہی بنوں گی ناں۔اس لیے مجھے بھی اٹھا لے میرے مالک۔'' اس نے بے چارگی کی آخری حد پر پہنچ کر موت مانگی۔وہ رو رہی تھی بے آواز۔آنسو پونچھتے ہوئے اسے دارالامان کا خیال آیا۔

''ہاں وہیں ٹھیک ہے۔''

وہ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے ایک قدم ہی بڑھی تھی کہ شدید قسم کا چکر آتے ہی زمین بوس ہوئی۔کنعان جلدی سیگاڑی سے باہر آیا۔وہ کچھ فاصلے پر اس کا پیچھا کرنے کی غرض سے موجود تھا۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ دریہ کہاں جاتی ہے۔دریہ بے ہوش ہو چکی تھی۔وہ اسے بازوؤں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔

✿.....✿.....✿

''مسٹر کنعان میں آپ سے کہہ چکا تھا کہ اپنی پیشنٹ کو ریلیکس رکھیں۔'' ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز سے کہا۔

''کوئی پریشانی کی بات ہے کیا۔'' وہ فکر مند ہوا۔

''زیادہ نہیں۔لیکن پلیز آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔میں نے نیند کا انجکشن دیا ابھی تین، چار گھنٹے تک ہوش

میں آجائیں گی۔آپ پریشان مت ہوں۔'' ڈاکٹر نے اسے پریشان دیکھ کر تسلی دی۔

''ایکچولی۔میں اسلام آباد میں رہتا ہوں اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں اپنی مسز کو ابھی لے جاسکتا ہوں۔آئی تھنک گھر جا کر وہ زیادہ ریلیکس فیل کریں گی۔''

''اوکے فائن آپ لے جائیں مگر۔بی کیئر فل۔''

''تھینکس سر۔کنعان نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور ڈسچارج پیپرز سائن کر کے بل پے کیے اور دریہ کو احتیاط سے بیک سیٹ پر لٹا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔

وہ اسلام آباد جا رہا تھا۔

''ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نہیں سنبھال پائے تم۔اور بڑھکیں جتنی مرضی سن لو تم سے۔'' نگین اس وقت سخت غصے میں آذر کی کلاس لے رہی تھی۔

''ممی پلیز۔یہ۔یہ دیکھ رہی ہیں آپ۔'' آذر نے سر پر بندھی پٹی کی طرف اشارہ کیا۔

''تمہیں ہوشیار رہنا چاہیے تھا۔اس کے ری ایکشن کے لیے۔اتنی ہمت آئی کہاں سے اس دبو لڑکی میں۔'' نگین کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

''یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔اس ایڈیٹ میں کہاں سے آئی ہمت۔شٹ۔'' آذر نے صوفے پر مکا مارا۔

''اب پتہ نہیں کہاں گئی ہوگی۔نان سینس۔تم۔تم آذر اچھا بھلا ایک بار قابو کر لیتے اس ستی ساوتری کو پھر کبھی جو سر اٹھا سکتی وہ ہمارے سامنے۔چلی تھی باپ کی جائیداد لینے۔'' نگین نے حقارت سے کہا۔

''ممی۔اگر وہ اب لائیر کے پاس چلی گئی تو.....'' آذر فکر مند ہوا۔

''ابھی تک تو نہیں گئی وہاں۔میری لائیر سے بات ہوئی تھی۔اس نے دریہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ہو سکتا ہے کچھ دن تک وہاں جائے لیکن اس کا بھی انتظام کر لیا ہے میں نے۔'' وہ مکروہ مسکرائیں۔

''وہ کیسے۔'' آذر حیران ہوا۔

''میں نے اپنے بندیاس طرف بھجوا دیے ہیں۔وہ نگرانی کریں گے اگر دریہ وہاں چیمبر میں نظر آئی تو پھر۔''انہوں نے بیٹے کوکوڈورڈ میں آنکھ ماری۔جس پر وہ بے ڈھنگے انداز میں قہقہے لگانے لگا۔

''کتنے۔کتنے بندے ہیں۔''آذر نے ہنسنے کے درمیان پوچھا۔

''تین۔''نگین بے پرواہی سے بولی۔

وہ مسکرایا۔

''یعنی کے گینگ ریپ۔''

''ایگزیکٹلی۔''

''ہاہاہاہاہا۔''دونوں ماں بیٹا گندے مکروہ قہقہے لگانے لگے۔اس بات سے بے خبر کہ باہر کھڑا کنعان ان کی سب باتیں سن چکا ہے۔

دریہ نے ہوش میں آنے پر خود کو بیڈ پر پایا۔اس نے لیٹے لیٹے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔وہ ایک خوبصورت لگژری روم میں موجود تھی۔فوری طور پر وہ سمجھ نہ پائی کہ وہ کہاں ہے۔دماغ پر زور ڈالا تو یاد آیا۔

''میں دارالامان جانے لگی تھی کہ بے ہوش ہوگئی۔پھر یہ جگہ۔''

جلدی سے اٹھنے پر سر میں ٹیس اٹھی۔وہ سی ی ی۔کی آواز نکالتی سر پکڑے پھر سے لیٹی۔

''مم۔میں کہاں ہوں۔یا اللہ رحم۔''وہ رونے لگی۔''پتہ نہیں مجھے وہاں سے کس نے اٹھایا ہوگا۔وہ۔وہ تو چلا گیا تھا۔پھر۔''وہ اپنی سوچ کے گھوڑے مزید دوڑاتی کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔دریہ نے جلدی سے دروازے کی طرف دیکھا۔ایک عورت ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر آئی۔

''بی بی جی!آپ کو ہوش آگیا۔''وہ خوش ہوئی۔

''مم۔میں کہاں ہوں۔تم۔تم کون ہو۔میں یہاں کیسے آئی۔''دریہ خوف زدہ سی بولی۔

''بی بی جی آپ کو صاحب جی لے کر آئے ہیں کل شام کو۔''ملازمہ نے انفارم کیا۔

''صاحب۔کون صاحب۔''دریہ کو لگا شاید وہ کڈنیپ ہو چکی ہے۔

''وہ جی۔ کنعان صاحب جی۔ وہ ہی لائے تھے جی آپ کو۔''

''کنعان؟ کیا یہ ایبٹ آباد ہے۔'' دریہ سر کی ٹیسوں کی پرواہ کیے بغیر اٹھ بیٹھی۔

''نہیں جی۔ یہ اسلام آباد ہے۔ آپ اسلام آباد میں ہیں بی بی جی۔''

''اف۔'' دریہ کو کچھ سکون ملا۔ ''اچھا تمہارے صاحب کہاں ہیں؟''

''وہ جی صاحب جی تو اس وقت آفس میں ہیں۔ شام کو آئیں گے۔ انہوں نے کہا تھا جب آپ ہوش میں آئیں تو میں ان کو فون کر دوں۔ بی بی جی! آپ یہ ناشتہ کر لیں میں صاحب جی کو فون کر دوں۔'' ملازمہ دروازے کی طرف بڑھی۔

''سنو۔ رکو۔'' دریہ نے آواز دی۔

''جی۔'' وہ وہیں سے پلٹی۔

''تم اپنے صاحب کو فون مت کرو۔ میں ٹھیک ہوں شام کو مل لوں گی ان سے۔''

''جی بی بی جی۔ آپ کو کچھ اور چاہیے؟''

''نہیں۔''

''جی اچھا۔'' ملازمہ چلی گئی۔

دریہ سوچنے لگی کہ اب کیا کرے۔

کنعان نے دریہ کو ہوسپٹل میں ایڈمٹ کروایا۔ اس کا بی پی بڑھ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور کچھ گرنے پر جو پتھر سر پر لگا تھا اس کی بھی چوٹ آئی تھی۔

کنعان پریشان تھا کہ وہ آدھی رات کو اس حالت میں گھر سے کیوں بھاگی تھی؟ کیا انکل بھی نہیں جانتے ہوں گے۔ آخر ایسی کیا وجہ ہوئی ہوگی؟ وہ مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا۔ آخر تھک ہار کر صبح آٹھ بجے کے قریب وہ حیات ہاؤس کے سامنے تھا۔ چوکیدار کو دیکھ کر اس کی طرف گیا۔

''مجھے محسن حیات صاحب سے ملنا ہے۔'' کنعان نے چوکیدار کو آنے کا مقصد بتایا۔

''وہ صاحب تو انتقال کر چکا دو سال پہلے۔'' چوکیدار نے بڑا انکشاف کیا۔ کنعان ان کی موت سے بے خبر تھا۔

''اوہ۔ تو پھر گھر میں کون ہے اس وقت؟''

''وہ جی صاحب کا بیگم۔ اور ان کا بیٹا ہیں گھر پر۔''

''اچھا مجھے ملنا ہے ان سے۔ میں محسن صاحب کے جاننے والا ہوں اور نگین صاحبہ بھی جانتی ہیں مجھے۔''

چوکیدار نے اپنی بیگم صاحبہ کا نام سنا تو فوراً گیٹ وا کر دیا۔

کنعان آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اندر داخل ہوا۔ لاؤنج خالی تھا وہ آگے بڑھا کہ دائیں جانب باتوں کی آواز آئی۔ کنعان تھوڑا اور آگے ہوا۔ کنعان نے ماں بیٹے کی ساری گفتگو سنی اور الٹے قدموں واپس پلٹا۔ واپسی پر وہ سوچ چکا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔

دریہ سوچ سوچ کر تھک چکی تھی کہ اب کیا کرے، کہاں جائے۔ واپس تو ہرگز نہیں جاؤں گی اب۔ پھر۔ یہاں بھی تو نہیں رہ سکتی ہوں۔ کیا کروں۔ یہ کیا مصیبت آن پڑی مجھ پر۔ وہ چڑچڑی ہو رہی تھی۔

''السلام علیکم۔'' کی آواز پر دریہ پلٹی۔ پیچھے کنعان لاشاری اپنی پوری آب و تاب سے کھڑا تھا۔ بازو پر کوٹ ڈالے، ٹائی ڈھیلی کیے، تھکا تھکا سا۔

وہ آفس سے سیدھا اس کے پاس ہی آیا تھا اسی لیے چینج بھی نہیں کیا تھا۔ سلام کا جواب نہ پا کر وہ پھر سے بولا۔

''کیسی طبیعت ہے اب؟''

''میں جیوں یا مروں تم سے مطلب۔'' وہ بدتمیزی سے بولی۔

کنعان کو اس کی بات نے تکلیف پہنچائی۔ لیکن خاموشی سے اس کے خوبصورت بجھے بجھے سے زرد چہرے کو آنکھوں سے دل میں اتارنے لگا۔

دریہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہوئی۔

''دریہ۔انکل کی death کا پتہ چلا بہت افسوس ہوا سن کر۔'' وہ مدھم سا بولا۔

''اچھا۔تمہیں کسی کے دکھ پر افسوس بھی ہوتا ہے۔اٹس سٹرینج۔'' وہ استہزائیہ ہنسی۔

''دریہ وہ لوگ (نگین) تمہارے قابل نہیں تم اب وہاں ہرگز نہیں جاؤ گی۔''

''تم کون ہوتے ہو مجھے پر حکم چلانے والے۔اپنی اوقات میں رہو۔''

''میں اپنی اوقات ہی میں ہوں۔اور جہاں تک حکم چلانے کی بات ہے تو وہ خواہش بھی جلد پوری ہو جائے گی۔'' وہ مسکرایا۔

''کیا مطلب؟'' وہ ناسمجھی سے بولی۔

''کچھ نہیں۔میں کھانا بھجواتا ہوں کھا لینا میرے ساتھ بیٹھ کر تو کھاؤ گی نہیں کیونکہ میں اس قابل جو نہیں۔'' کنعان نے شرارت سے کہا اور مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

دریہ اس کی خوبصورت مسکراہٹ میں گم وہیں کھڑی رہ گئی۔

صبح کنعان آفس جانے سے پہلے اس کے کمرے میں آیا۔وہ سو رہی تھی۔اس کے سونے کا فائدہ اٹھا کر کنعان نے خوب دیدار یار کیا۔اس کی نظروں کی تپش نے دریہ کو سوتے میں ڈسٹرب کیا۔اس نے کروٹ بدلنی چاہی تو کنعان جلدی سے باہر کی جانب لپکا کہ کہیں وہ دیکھ نہ لے ورنہ پھر سے کوئی نیا الزام جاری کر دے گی۔

کروٹ بدلتے ہوئے دریہ کی آنکھ کھلی۔اس نے کنعان کو کمرے سے نکلتے دیکھا تو جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

''یہ۔یہ۔کیا کر رہا تھا۔کیوں آیا تھا یہ اس کمرے میں۔کہیں یہ بھی آذر کی طرح تو۔نہیں۔نہیں یہ ایسا نہیں ہے۔پر۔پر مجھے کیا پتہ کیسا ہے۔میری تو دو چار ملاقاتیں ہی ہوئی تھیں اس سے بس۔اور یہ تو لندن میں بھی رہ چکا ہے۔ہو سکتا ہے یہ بھی میرے اکیلے ہونے کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہو۔کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بابا بھی چلے گئے ہیں۔میرا تو کوئی بھی نہیں۔'' اس بات پر آ کر وہ رونے لگی۔جب دل کھول کر رو چکی تو منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی۔

''بی بی جی آپ۔کچھ چاہیے ہے آپ کو۔'' ملازمہ جلدی سے اس کے پاس آئی۔

''ہاں۔وہ مجھے بھوک لگی ہے۔ناشتہ۔'' وہ ہچکچائی۔

''جی جی۔ میں ابھی لاتی ہوں جی۔ آپ بیٹھیں یہاں۔'' وہ دریہ کو بٹھا کر خود کچن میں غائب ہوگئی۔

چند منٹ بعد وہ فریش ناشتہ لیے حاضر تھی۔

''بی بی جی! کچھ اور بھی چاہیے تو بتا دیں۔'' وہ مؤدب سی بولی۔

''نہیں کچھ نہیں شکریہ۔''

دریہ نے ناشتہ ختم کیا۔ اب وہ آگے کا سوچنے کے قابل تھی۔

✿.....✿.....✿

کنعان شوروم میں بزی تھا کہ سیل بجا۔ اس نے نمبر دیکھ کر کال او کے کی۔

''ابے کدھر گم ہے۔'' دوسری طرف چھوٹتے ہی پوچھا گیا۔

''اگر تو مسلمان ہے تو مسلمان پہلے سلام دعا کرتے ہیں پھر کوئی اور بات کرتے ہیں۔'' کنعان نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

''ہاں۔ تو کر سلام میں نے کب روکا ہے۔'' دوسری طرف بھی ارحم تھا جس نے شرمندہ ہونا سیکھا ہی کب تھا۔

''بول کیوں فون کیا ہے۔'' کنعان جانتا تھا وہ ڈھیٹ ہے۔

''تو بتا کدھر گم ہے کوئی اتہ پتہ نہیں۔ ایک وہ بیوی کا غلام۔ دوسرا تو۔ جو ہے تو کنوارہ پر۔''

''شٹ اپ ارحم۔ بی سیریس۔ میں یہاں فارغ نہیں بیٹھا جو تیری بکواس سنوں۔ کوئی کام کی بات ہے تو کر ورنہ بائے۔''

''اوہیلو۔ تیرا مطلب میں فارغ ہوں۔ آخر کہنا کیا چاہتا ہے تو بول۔ سالے۔ کون سا قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا جو زمین پر نہیں آرہا۔ بتا۔'' ارحم بھڑک اٹھا تھا۔

کنعان اس کی بات پر ہنسا۔

''قارون کا خزانہ تو واقعی ہاتھ لگ چکا ہے۔'' وہ تصور میں دریہ کو یاد کر کے مسکرایا۔

''اوئے۔ تو دنیا میں ہے یا گزر گیا ابھی ابھی۔'' ارحم نے اس کی خاموشی پر دانت کچکچائے۔

''میں زندہ ہوں اور اس بات کا یقین دلانے شام کو آرہا ہوں تیری طرف ویٹ۔ بائے۔''

کنعان نے اپنی بات مکمل کر کے کال بند کی۔ ارحم نے فون کو گھورا۔

''او کے ڈیئر آئی ول بی ویٹنگ۔'' وہ مسکرایا۔

دریہ نے ناشتے کے بعد وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا۔

''گیٹ کھولو مجھے باہر جانا ہے۔'' وہ چوکیدار سے زرا رعب سے بولی۔

''ہم معافی چاہتا ہے بی بی صاب۔ صاب لوگ ہم کو منا کر گیا ہے۔ کسی کو باہر نہیں جانے دینا۔ اس واسطے اگر آپ کو باہر جانا ہے تو صاب جی سے بات کرلو بیگم صاب۔'' چوکیدار نے تفصیل بتائی۔

''بھاڑ میں گئے تم اور تمہارا صاحب۔ کھولو گیٹ مجھے جانا ہے۔ سمجھے۔'' دریہ کو اس کی بات سن کر غصہ آیا۔

''ہم آپ سے معافی چاہتا ہے بیگم صاب۔ ہم اپنے صاب لوگ کے حکم پر ہی گیٹ کھولے گا۔ آپ ان سے بات کرلو۔'' چوکیدار نے سیل اس کی طرف بڑھایا۔

دریہ نے سیل جھپٹنے کے انداز میں پکڑا اور کان سے لگایا۔

فون بند تھا۔

''لو جی نئی مصیبت۔'' وہ چڑی۔

''یہ لو پکڑو موبائل۔ چھوڑوں گی نہیں تم سمیت تمہارے صاحب لوگ کو سمجھے۔'' دریہ پاؤں پٹختی اندر بڑھی۔

کمرے میں آکر وہ ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگی۔

''تم۔ کنعان لاشاری تمہاری اتنی ہمت کہ تم مجھے یوں قید کرو۔ چھوڑوں گی نہیں۔ سمجھتے کیا ہو خود کو۔ جیسی ماں ویسا بیٹا۔ ذلیل، کمینے نہیں چھوڑوں گی۔ تم سب کو ہم ہی ملے ہیں ہر بار اذیت دینے کے لیے۔ سب کچھ تو چھین چکے ہو تم سب۔ اب۔ اب بچی کھچی عزت تم اس طرح چھینو گے۔ کنعان لاشاری۔'' وہ گھٹنوں میں سر دیے سسکنے لگی۔

کنعان واپس آیا تو چوکیدار کی زبانی اسے پتہ چلا کہ دریہ یہاں سے جانا چاہ رہی تھی۔

''اونہہ۔تو عزت راس نہیں محترمہ کو۔ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔''

کنعان نے سیل نکالا اور ارحم کا نمبر ملایا۔

''ارے یار خیریت۔تُو ابھی تو نکلا ہے یہاں سے۔''ارحم نے پک کرتے ہی پوچھا۔

''ہاں یار سن۔وہی سب ایک ہفتے بعد نہیں۔بلکہ کل ہی ہوگا۔تُو انتظام کر لینا سب۔اور ہاں ولی سے بھی بات کر کے بتا دے اسے۔''

''پر ہوا کیا ہے یار۔کچھ بتا تو جو بیس منٹ میں پروگرام بدل دیا۔''ارحم حیران تھا۔

''مل کر بتاتا ہوں۔فی الحال تُو وہ کر جو کہا۔اوکے بائے۔''

''ایک تو ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا ہے ڈیش۔''ارحم کو اس کا صرف اپنی بات کر کے کال کاٹنا ازل سے سخت ناپسند تھا۔

کنعان چینج کر کے روم میں داخل ہوا کہ کمرے کے وسط میں دریہ کو کھڑے پایا۔دریہ اسے دیکھتی ہی بھوکی شیرنی بنی اس کی جانب لپکی۔

''تم۔تمہاری اتنی ہمت۔تم میرے ساتھ یہ سب کرو گے۔میں منہ توڑ دوں گی تمہارا۔قتل کر دوں گی تمہیں۔جس طرح میرے گھر والوں کو مارا۔اب تمہارے گھر والوں کی باری ہے۔اور شروعات تم سے کروں گی کنعان لاشاری۔''دریہ اس کا گریبان پکڑے چلا رہی تھی۔

کنعان ساکت کھڑا رہا۔خود کو چھڑوانے کی کوئی کوشش نہ کی۔دریہ نے اپنی طاقت کے مطابق اسے خوب جھنجھوڑا،اس کے سینے پر مکے مارے،اس کے پیروں کو اپنے جوتوں سے رگیدا۔اور اب وہ پاؤں اوپر کیے اس کا گلا دبا رہی تھی۔پوری قوت سے۔

کنعان اب بھی ساکت تھا۔

دریہ نے اپنے ناخن اس کی گردن میں گاڑے۔جگہ جگہ سے گھسوٹا۔حتیٰ کہ خون رسنے لگا ناخنوں کے لگنے

سے۔ پر کنعان ایسے کھڑا رہا جیسے وہ سب کسی اور کے ساتھ ہو رہا ہو۔

دریہ تھک ہار کر گھسیٹتی ہوئی اسی کے قدموں میں بیٹھ کر ہچکیوں سے رونے لگی۔

کنعان کو اسے روتے دیکھنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگا۔ وہ ذرا فاصلے پر اس کے برابر نیچے بیٹھا۔

''دریہ۔'' پیار سے پکارا گیا۔

''دریہ اپنے روم میں جاؤ۔ کل بات ہوگی۔ کل ہمارا نکاح ہے۔'' کنعان نے دھماکا کیا۔ دریہ نے گھٹنوں سے سر اٹھایا اور نا سمجھنے کے انداز میں کنعان کو دیکھنے لگی۔

ہو جا میری کہ اتنی محبت دوں گا تجھے
لوگ حسرت کریں گے تیرے جیسا نصیب پانے کی

''تم۔ پاگل ہو گیا؟۔ یا پھر مجھے پاگل سمجھتے ہو جو تم جیسے گھٹیا انسان سے نکاح کروں گی میں۔ بھرے خاندان میں میرے باپ کی عزت اچھالنے والے کو میں قبول کروں گی۔ وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔ ہاؤ فنی۔ شاید تم نے پی رکھی ہے کنعان لاشاری جو بنا سوچے سمجھے بکواس کر رہے ہو۔'' دریہ کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو رہا تھا۔

''تمہیں جو کہنا ہے کہہ لو جو کرنا ہے کر لو۔ نکاح ہوگا اور کل ہی ہوگا۔ سمجھی تم۔'' وہ بھی دوبدو بولا۔

''میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر۔ تمہارے خاندان پر سمجھے۔ اور دیکھتی ہوں کیسے کر سکتے ہو تم میرے ساتھ زبردستی۔ مت بھولو کنعان لاشاری کہ دکھی دل کی آہ عرش الٰہی تک بنا کسی رکاوٹ کے جاتی ہے۔ اور تم سب اپنی اکلوتی بہن سے محبت بھی بہت کرتے ہو کہیں میری بددعا کسی کو برباد ہی نہ کر دے۔'' دریہ دھمکی دے کر آنسو پونچھتی استہزائیہ ہنسی۔

''یہ بھی کر دیکھو دریہ حیات۔ مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں۔ میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا۔ مجھے کسی کے خوشی غم سے کوئی سروکار نہیں۔ مجھے صرف اپنی خوشی، اپنی خواہش پوری کرنی ہے۔ دیٹس اٹ۔ اور اس کے لیے میں زبردستی کرنے کو بھی تیار ہوں۔'' کنعان اپنی لال آنکھیں دریہ کی آنکھوں میں گاڑے بولا۔

دریہ کی دھڑکن بڑھی۔ اس کا دوٹوک انداز دیکھ کر۔ اگر یہ زبردستی بھی کرے تو مجھے کون بچائے گا اس سے۔ کوئی بھی نہیں۔

''میں۔میں یونہی کسی نا کسی کا ترنوالا بنتی رہوں گی۔آج اس کا تو کل کسی اور کا۔یہ تو نکاح کرنے کا کہہ رہا ہے۔مجھے خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔پھر اپنے سارے بدلے ایک ایک کر کے چکاؤں گی۔ہاں یہی ٹھیک ہے۔'' وہ سوچتی ہوئی باہر دروزاے کی طرف گئی۔کنعان نے حیرت سے اسے خاموشی سے جاتے دیکھا۔

لو آج ہم تم سے نکاح عشق کرتے ہیں
ہمیں تم سے محبت ہے محبت ہے محبت ہے

''دریہ حیات، ولد محسن حیات۔کیا آپ کو کنعان لاشاری، ولد کمال لاشاری سے نکاح قبول ہے۔''

اس وقت لان میں ارحم نے ایک چھوٹی سی تقریب کی ارینجمنٹ کر رکھی تھی۔دریہ اور کنعان کے علاوہ کنعان کے دوست اور چند جاننے والے موجود تھے۔گھر کا کوئی نفوس وہاں موجود نہ تھا۔دریہ کو اچھا لگا یہ جان کر کہ کنعان نے ایبٹ آباد سے کسی کو نہیں بلایا۔وہ خود وہاں جا کر سب کو شاک کرنا چاہتی تھی خاص کر بی جان کو۔

''دریہ آپ ہاں تو کہیں۔'' مسز ولید دریہ کے ساتھ ہی صوفے پر موجود تھی اس کے کان میں بولی۔

ایک بار تو دریہ کا دل چاہا کہ وہ انکار کر کے اپنا بدلہ چکا دے مگر پھر دل نے نفی کی۔اتنی کم سزا۔نہیں ہرگز نہیں۔اُس نے ہاں میں سر ہلایا اور پین پکڑے دھڑا دھڑ سائن کر دیے۔دوسری طرف کنعان نے اس کے سائن کرنے پر رو کی سانس بحال کی۔

یوں بخیر و عافیت چار سال کے وقفے کے بعد ان دونوں کا نکاح ہو گیا۔

بی جان نے واپسی پر چند دھمکیوں سے میرب کی بولتی بند کروادی تھی۔میرب خاموش ہو گئی تھی اور کمال لاشاری کو ہینڈل کرنا بی جان کے لیے مشکل نہ تھا۔پچھلے پینتیس سال سے وہ یہ کام کرتیں آ رہی تھیں۔

وہ لوگ میرب کو ہوسٹل ڈراپ کر کے واپس ایبٹ آباد کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔بی جان اور کمال لاشاری ڈرائیور کیساتھ لاہور آئے تھے پرپوزل لے کر۔کنعان کا بھی دل چاہ رہا تھا ساتھ جانے کو مگر بی جان کے منع کرنے پر خاموش ہو گیا تھا ماں کی پلاننگ کی خبر جو نہ تھی بیچارے کو۔

وہ لوگ شام تک گھر واپس پہنچے تھے۔

اس دوران کنعان کو اس کی دونوں بھابھیوں نے اس کی بے تابی پر خوب چھیڑا تھا۔اب بھی وہ سب ہال روم میں بیٹھے کنعان کی ٹانگیں کھینچ رہے تھے۔

''اللہ۔دیکھو تو ابھی سے مجنوں بنا بیٹھا ہے جب وہ آئے گی تب کیا ہوگا۔''مسز کاشان نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

''تب تو دل بھی بچھا دے گا اس کے راستے میں جہاں جہاں قدم پڑیں گے محترمہ کے۔''اب کہ مسز حسان نے بھی چھیڑا۔

''آپ لوگوں کو کوئی اور کام نہیں جو صبح سے میرے پیچھے پڑی ہیں۔''کنعان مصنوعی خفگی سے بولا۔

''کیا یار بھائی سمجھائیں اپنی اپنی زوجات کو۔''اس نے پاس بیٹھے دونوں بھائیوں کو مخاطب کیا جو مسکرانے میں بزی تھے۔

''ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں۔میں تو خود شاکڈ ہوں تمہارے اتنا سیریس ہونے پر۔''کاشان کے کہنے پر ہال میں سب کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔

کنعان نے بھائی کو گھوری دی۔

''ویسے سچ کہتے ہیں پیار پاگل کر دیتا ہے۔''حسان نے ایک ادا سے کہہ کر اسے آنکھ ماری۔جواب میں کنعان نے کشن پھینکا جسے وہ کیچ کر گیا۔

''اور بھئی مجنوں کیسا فیل ہو رہا ہے آج ہاں کروانے گئے ہیں بابا اور بی جان۔''کاشان نے ہنسی دباتے پوچھا۔

''انف۔میں جا رہا ہوں یہاں سے۔آپ سب کے ساتھ تو بیٹھنا ہی فضول ہے۔''کنعان ہال کے دروازے کی طرف بڑھا۔

''اور جب تمہاری بیگم ہمارے ساتھ ایسی محفل میں بیٹھی ہوں گی تب کیا کرو گے۔''ثمن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تب یہ محفل فضول ہرگز نہیں ہوگی۔اس لیے میں بھی اس کا حصہ ہوں گا۔'' کنعان ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

ہال میں اوئے ہوئے کے نعرے بلند ہوئے۔اتنے میں گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

''آ گئے وہ لوگ۔'' کاشان کھڑا ہوا۔

کنعان جلدی سے واپس اپنی نشست پر بیٹھا،آخر کو باتیں بھی تو سننی تھیں۔سب اس کی حرکت پر مسکرا دیے۔

ان کے نکاح کے بعد کھانے کی ارینجمنٹ تھی۔وہاں موجود سب مہمان کھانے اور باتوں میں مشغول تھے۔

''ہاں جی تو اب بتائیں مسٹر مجنوں کیسی فیلنگز آ رہی ہیں۔'' وہ تینوں کھانے کی پلیٹیں لیے کھڑے تھے۔جب ارحم نے پوچھا۔

کنعان مسرور سا مسکرا دیا۔

''واہ بھئی،اتنے سڑے ہوئے تھوبڑے پر مسکراہٹ۔کیا کہنے بھئی بھابھی کے آتے ہی ہمارے یار کی بتیسیاں۔''

کنعان نے دھپ مار کر چپ کروایا۔

''چپ کر ورنہ اپنی بتیسی تڑوا بیٹھے گا۔'' کنعان نے مسکراتے ہوئے دھمکی دی۔

ارحم ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا پیچھے کھسکا۔

''آئی ایم آلسو ہیپی فار یو مسٹر کنعان لاشاری۔'' ولید نے بھی ہنستے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

''ہاں بھئی ولی کے بچے،تو تو خوش ہوگا ہی اب یہ صاحب بھی تیری کیٹگری میں جو آ گئے ہیں۔'' ارحم کی زبان پر پھر سے کھجلی ہوئی۔

''داجورو کا غلام پارٹی'' اس نے کیٹگری کا نام بھی ڈیسائیڈ کیا۔

''اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے تیرا کب آ رہا ہے اس کیٹگری میں۔کیا بڈھا ہو کر۔'' ولید نے اس کی

دکھتی رگ پر ہاتھ مارا۔

''اسے کون دے گا اپنی بہن، بیٹی۔ نہ اب اور نہ بڈھا ہو کر۔'' کنعان کی بات پر ان تینوں کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔ کچھ فاصلے پر موجود دریہ نے سر اٹھا کر اسے ہنستے ہوئے دیکھا۔

''یہ تو آج بھی اتنا ہی ہینڈسم ہے جتنا 5 سال پہلے لگا تھا۔ پہلی ملاقات میں۔ اور ہلکی براؤن چمکتی آنکھیں بھی۔''

''کیا اس شخص کو اپنے کیے پر ذرہ بھر پچھتاوا نہیں۔'' دریہ اسے ہنستے دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

✿.....✿.....✿

سنڈے کے روز دریہ کی فیملی آ رہی تھی لاشاری پیلس۔ اس لیے آج صبح ہی سے ملازموں کی دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔ بی جان سب کچھ بہوؤں کے سپرد کر کے آرام سے سائیڈ پر ہو چکی تھیں اور اب ثمن اور سدرہ ہی سب دیکھ رہی تھیں۔

دوپہر کے قریب وہ لوگ آئے تھے۔ محسن صاحب اور نگین بیگم۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ محسن حیات کو کنعان سمیت ساری فیملی پسند آئی تھی۔ اس لیے انہوں نے ہاں کرنے میں دیر نہیں کی۔

''مجھے آپ کی فیملی بہت پسند آئی ہے لاشاری صاحب۔ ہماری طرف سے اس رشتے کو لے کر ہاں ہے۔ اب آگے کا بتائیں کیا ارادہ ہے بھابھی جی۔'' انہوں نے دونوں میاں بیوی کو مخاطب کیا۔

کنعان کے تو مانو دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔

''جی شکریہ حیات صاحب! آپ نے ہمیں اس قابل جانا۔ آگے کا ارادہ تو ہماری بیگم صاحبہ ہی طے کریں گی۔'' کمال لاشاری نے بیوی کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھ کر کہا۔

''جی ضرور۔ بھابھی تو پھر کیا خیال منگنی کر دی جائے پہلے۔'' محسن صاحب نے بی جان سے پوچھا۔

''نہیں بھائی صاحب۔ میں منگنی کے حق میں نہیں۔ منگنی ایک کچا اور ناپائیدار رشتہ ہے۔ اس لیے اس جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے ہمیں سیدھی شادی کی بات کر لینی چاہیے۔''

کنعان کا دل چاہ رہا تھا کہ ماں کا منہ چوم لے جا کر۔ کیسے اس کے دل کی فریاد جان گئی تھیں وہ۔ جو

ڈائریکٹ شادی پر آ گئیں۔

''جی جی بالکل۔ ہمیں کچھ وقت دیں ہم بھی جلد ہی شادی کرنے کے خواہاں ہیں۔'' اب کی بار نگین نے لب کشائی کی۔

''زیادہ وقت نہیں بس اگلے ماہ کی کوئی بھی تاریخ ابھی فائنل کر لیتے ہیں۔ کیوں کمال صاحب۔'' بی جان نے شوہر کو گھسیٹا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے حیات صاحب! ہم ابھی ڈیٹ فائنل کر لیتے ہیں۔'' کمال نے بیوی کی حمایت کی۔ محسن حیات ان کے اتنے اصرار پر مان گئے۔ یوں ایک ماہ بعد کی تاریخ فائنل کر دی گئی۔ ماریہ اور کنعان کی شادی کی۔

✿.....✿.....✿

''آہم م م م۔ دیور جی بڑے لڈو پھوٹ رہے ہیں دل میں۔ جن کی روشنی چہرے تک آ رہی ہے۔'' ثمن نے کنعان کو چھیڑا جو جوس لینے کچن میں آیا تھا۔

''تو کیا نہیں پھوٹنے چاہئیں لڈو۔'' کنعان نے بھابھی کی بات کا مزا لیا۔

''ضرور بھئی تمہاری خوشی کے دن ہیں۔ ضرور خوش رہو بلکہ ہمیشہ ایسے ہی رہو ہنستے مسکراتے۔'' ثمن نے قدرت کا فیصلہ جانے بغیر دل سے دعا دی۔

''آمین ڈیئر لیڈی۔'' وہ مسکرایا۔

''میرب کا فون نہیں آیا تمہیں؟''

''نہیں ابھی تک تو نہیں آیا۔ میں بھی حیران ہوں۔ میرو کیسے صبر سے بیٹھی ہے وہاں۔'' کنعان اس کے فون نہ کرنے پر حیران تھا۔

''مجھے لگتا ہے ناراض ہو گئی ہے۔ ہم نے اس کی غیر موجودگی میں تمہاری شادی جو فائنل کر دی۔''

''جی مجھے بھی یوں ہی۔ لو شیطان کو یاد کیا شیطان حاضر۔'' کنعان نے ہنس کر کہا۔

''کیا مطلب؟''

''مطلب۔'' کنعان نے سیل ثمن کے سامنے لہرایا۔ جہاں میرب کالنگ لکھا آرہا تھا۔

''چلو اچھی بات ہے۔'' وہ مسکرائی۔

کنعان نے کال او کے کی اور کچن سے نکل گیا۔

''یس مائی سویٹ سس۔ یاد آ گئی بھائی کی۔'' کنعان نے شوخی سے کہا۔

''کیسے ہیں بھائی۔'' میرب کی افسردہ سی آواز سنائی دی۔

''فٹ۔'' فریش سا جواب آیا۔

''بھائی آپ لاہور نہیں آئیں گے کیا؟''

''میں تو آنا چاہتا تھا پر بی جان نے منع کر دیا ہے۔ کیوں میری گڑیا اداس ہوگئی ہے کیا۔'' کنعان نے پیار سے پوچھا۔

''بھائی! اگلے ماہ کی ڈیٹ فکس ہوگئی ہے آپ کی شادی کی۔ اتنی جلدی کیا تھی؟''

''کیوں تمہیں خوشی نہیں ہوئی کیا۔ تمہاری سہیلی پرمانینٹ تمہارے گھر آجائے گی۔ یہی چاہتی تھی نہ تم بھی۔'' کنعان نے حیرت سے اس کے افسردہ لہجے پر پوچھا۔

''ایسی بات نہیں ہے بھائی۔ میں خوش ہوں۔ میں گھر آنا چاہتی ہوں۔ آپ پلیز ڈرائیور بھجوا دیں ایک دو دن میں۔''

''تمہاری کلاسز؟''

''وہ میں کور کرلوں گی۔ آپ بس ڈرائیور بھجوا دیں پلیز۔''

''او کے سویٹی۔ میں بھجوا دوں گا تم اپنا خیال رکھنا ہاں۔''

''جی بھائی۔ خدا حافظ۔''

''خدا حافظ۔'' کنعان میرب کے اترے اترے لہجے کی وجہ سوچنے لگا۔

✿.....✿.....✿

کنعان روم میں آیا تو دریہ روم میں موجود نہ تھی۔ وہ مسکراتا ہوا الٹے قدموں واپس مڑا۔

''السلام علیکم مسز دریہ کنعان۔'' کنعان نے اسے ٹیرس پر کھڑے دیکھا تو پاس آ کر بولا۔

دریہ چاند پر نظریں جمائے کھڑی رہی۔

''میں آپ سے مخاطب ہوں مسز۔'' اس نے دریہ کے کندھے کے گرد بازو پھیلایا۔ دریہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹی۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے۔''

''اسے بدتمیزی نہیں، پیار کہتے ہیں مسز۔'' وہ مسکرایا۔

دریہ کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی۔ ''اپنی لمٹ میں رہو۔ سمجھے۔''

''لمٹ۔ ہاہاہاہا۔'' کنعان نے قہقہہ لگایا۔

''کیسی لمٹ بیگم صاحبہ۔ آج تو ہر لمٹ ہٹ چکی ہے ناں۔'' وہ گھم گھیرتا سے کہتا پھر سے قریب ہوا۔

''انف مسٹر کنعان۔ میں نے تمہاری بات کیا مان لی تم تو اپنی اوقات ہی بھول گئے۔ کیا سمجھتے ہو خود کو کہ۔ جو تم کہو گے، جو تم کرو گے، میں مانتی جاؤں گی۔ ہاں۔ اگر ایسا سوچ رہے ہو ناں تو یہ تمہاری بھول ہے مسٹر انڈر اسٹینڈ۔ میں اتنی بھی ارازاں نہیں ہوں سمجھے۔''

''تم کیا ہو وہ اس دل سے پوچھو۔'' کنعان نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا۔

''مجھے کوئی ضرورت نہیں تمہارے دل سے پوچھنے کی۔ تم جاؤ یہاں سے جو چاہتے تھے وہ ہو گیا۔ اور اب مزید کی امید مت رکھنا۔'' دریہ نے رکھائی سے کہہ کر رخ موڑا۔

کنعان کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

''دریہ! تمہاری مرضی، تمہاری خوشی سے بڑھ کر میرے لیے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لیے تم بے فکر رہو۔ میں ہرگز تم سے کوئی زبردستی نہیں کروں گا۔ اس لیے ہر طرح کے وسوسے دل و دماغ سے نکال کر زندگی کو گزارنا سیکھو۔ میں منتظر رہوں گا۔''

محبت میں زبردستی اچھی نہیں ہوتی
جب تمہارا دل چاہے تب میرے ہو جانا

''اونہوں۔منتظر۔اب قیامت تک منتظر ہی رہنا سمجھے۔'' دریہ نے اسے جاتے دیکھ کر سوچا۔

✿.....✿.....✿

لاشاری پیلس میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔بہت کم دن رہ گئے تھے شادی میں۔ہر کوئی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا۔لاشاری خاندان کے آخری بیٹے کی شادی تھی۔اس لیے بی جان نے دور ونزدیک سے مہمان مدعو کیے تھے۔اکثر قریبی رشتے دار تو آ بھی چکے تھے۔اسی لیے ہر روز شام کو ڈھولکی رکھی جاتی گانے اور ٹپے گائے جاتے۔سب ہی خوش تھے اس رونق سے۔

سوائے دو نفوس کے۔وہ دو نفوس حقیقت سے جو آگاہ تھے اس لیے خوشی سلیبریٹ نہیں کر پا رہے تھے۔

کمال صاحب نے ایک دو دفعہ کنعان کو حقیقت بتانی چاہی پر پھر نجانے کیا سوچ کر خاموش ہو گئے اور میرب کا بھی بہت دل چاہتا کہ بھائی کو سچ بتا دے مگر بی جان کی وجہ سے وہ زبان کھولنے سے قاصر تھی۔

کاش وہ جانتی کہ اس کی بند زبان اس کی چہیتی دوست کے گھر کتنی بڑی تباہی لانے والی ہے تو ہرگز اپنی زبان نہ سیتی۔

✿.....✿.....✿

دریہ اور کنعان کے نکاح کو ایک ماہ سے اوپر ہونے والا تھا۔

دوبارہ کنعان نے کوئی پیش رفت نہیں کی تھی۔صبح آفس چلا جاتا اور شام کو یا دوستوں کے پاس یا پھر اپنے کمرے میں موجود ہوتا۔اس کی روٹین میں کوئی فرق نہ آیا تھا اس تبدیلی سے۔وہ ابھی بھی خوش تھا۔جسے چاہا تھا، اس کا نام اپنے نام کیساتھ جوڑ چکا تھا۔وہ اس کی تھی اب ہمیشہ کے لیے۔فاصلے تھے تو کیا ہوا۔وہ اسی کے گھر میں، اس کی نظروں کے سامنے تھی۔

کنعان کو اور کیا چاہیے تھا۔وہ یہی تو چاہتا تھا کہ وہ اس کے آس پاس رہے اور وہ موجود تھی اپنی تمام تر خوبصورتی اور معصومیت کیساتھ۔اس لیے وہ خوش تھا۔بہت خوش۔اکثر اپنے پاگل پن پر خود ہی ہنس دیتا تھا۔

دریہ کو حیرت ہو رہی تھی اتنے دن ہو گئے نہ یہ اپنے گھر گیا اور نہ وہاں سے کوئی آیا۔تو کیا وہاں سب ابھی بھی انجان ہیں اس نکاح سے۔

اگر ہاں تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیسے لاشاری پیلس تک یہ بات پہنچے گی۔ خاص کر بی جان تک۔ کیا حالت ہوگی آپ کی جب جانیں گی کہ آپ کا لاڈلا چہیتا بیٹا۔ آپ کی مرضی کے خلاف آپ کی ناپسندیدہ لڑکی سے شادی کر چکا ہے۔

اف کاش کہ میں دیکھ سکوں۔ آپ کے چہرے سے اڑتا وہ سکون جو آپ میرے گھر والوں سے چھین لے گئی تھیں۔ کتنا مزا آنے والا ہے ناں

بی جان۔

دریہ استہزایا ہنستی ہوئی دل ہی دل میں بی جان سے مخاطب تھی۔

✿.....✿.....✿

''لڑکی کہاں گم ہو بھئی۔ مجھے بالکل تمہاری سمجھ نہیں آ رہی میرب۔ کہاں تو میرے بغیر رہنا مشکل لگتا تھا تمہیں اور کہاں اب اتنے سارے دن بنا بات کیے ہی گزار دیے۔ مانا کے تمہارے چہیتے بھائی کی شادی ہے پر مت بھولو میں بھی اپنی چہیتی بہن کی شادی کی تیاریوں میں بزی ہوں۔ پھر بھی وقت نکال ہی لیا ناں تمہارے لیے۔'' دریہ نے ایک ہی سانس میں ساری بھڑاس نکالی۔

''اف دریہ، کتنا بولنے لگی ہو تم۔'' میرب نے اس کے نان اسٹاپ بولنے پر چوٹ کی۔

''یہ بھی تمہاری ہی مہربانی ہے میڈم۔ کہاں میں معصوم سی تھی اور کہاں اب تم نے اتنی باتونی بنا دیا ہے مجھے۔'' دریہ نے ٹھیک الزام لگایا۔

''اچھا بابا مانتی ہوں کہ میری غلطی ہے۔ اب بتاؤ کیسی جا رہی ہیں تیاریاں؟''

''بالکل فٹ۔ تم سناؤ۔ میرے ہونے والے جی جا جی کیسے ہیں۔'' دریہ نے پاس بیٹھی ماریہ کو چھیڑنے کے لیے شوخی سے کہا۔

ماریہ نے اس پر کشن پھینکا جسے وہ کیچ کر گئی۔

''کیا ہوا بھئی کیوں ہنس رہی ہو۔'' میرب کو دریہ کا ہنسنا سمجھ نہ آیا۔

''کچھ نہیں، وہ میں ماریہ کو تنگ کر رہی تھی۔ بلش کر رہی ہے جی جا جی کے ذکر پر۔'' وہ پھر سے ہنسی۔

''اچھا۔'' میرب بھی بجھی سی ہنسی۔

''اچھا بتاؤ بارات والے دن کون سا کلر پہن رہی ہو؟''

''وہ میں۔ میں نے ابھی ڈیسائیڈ نہیں کیا۔'' میرب مدھم سا بولی۔

''اف! کتنی لیزی ہو تم میرب صرف چھ دن باقی ہیں اور تم۔ حد ہے بھئی۔''

''اچھا دریہ میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ بھابھی بلا رہی ہیں شاید بازار جانا ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے۔ ٹیک کیئر۔ خدا حافظ۔''

''خدا حافظ۔'' میرب فون بند کر کے پریشان سی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔ پتہ نہیں کیا ہوگا آگے؟

✿.....✿.....✿

آخر کار دھوم دھڑکے کے درمیان شادی کا دن آن پہنچا۔

''آج تو مجنوں صاحب کے دانت ہی اندر نہیں جا رہے ہیں۔ کیوں دیور جی۔'' سدرہ نے کنعان کو چھیڑا جو آج بات بے بات مسکرائے جا رہا تھا۔

''بھئی من پسند محبوبہ بیوی کے روپ میں ملنے جا رہی ہے۔ دانت کیسے بند ہوں۔'' ثمن نے بھی حصہ لیا۔

بی جان نے دونوں بہوؤں کو ناگوار نظروں سے تکا۔

''تم سب یہاں باتیں ہی بناتے رہو گے یا پھر تیاری بھی کرو گے نکلنے کی لیے دیر ہو رہی ہے۔'' وہ غصے سے بولیں۔

ان کے غصے سے تو سب کی ہی جان جاتی تھی اب بھی تقریباً وہاں موجود سب لوگ ادھر ادھر ہو چکے تھے۔

''تم کس لیے بیٹھے ہو یہاں، جانا نہیں کیا؟'' انہوں کنعان سے پوچھا جو اب بھی وہاں بیٹھا موبائل پر ارحم کا میسج پڑھ کر مسکرا رہا تھا۔

''جا رہوں بی جان، میری تیاری کو کون سا زیادہ وقت لگے گا۔'' وہ مسکراتا ہوا کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

✿.....✿.....✿

''ماریہ! میں کیسے رہوں گی۔ تمہارے بغیر تو رہنے کی بالکل عادت نہیں ہے مجھے۔'' دریہ رو دینے کو تھی۔

''ہاں میری جان، میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کیسے رہوں گی وہاں تمہارے بغیر۔''

''ماریہ۔'' دریہ اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی اور ایک روایتی سا ایموشنل سین کری ایٹ ہو گیا۔

دونوں بہنیں خوب روئیں۔

دریہ آٹھ سال کی تھی جب ان کی ماں کا انتقال ہوا۔ ماریہ صرف تین، چار سال ہی بڑی تھی اس سے، پر بالکل ایک ماں کی طرح خیال رکھا تھا اس نے دریہ کا۔ دریہ بھی اس کی ہر بات بنا چوں چراں کیے مانتی تھی۔

''تم اپنا بہت سا خیال رکھو گی سمجھی۔ کھانا پینا، سونا جاگنا ہر کام وقت پر کرو گی۔ بالکل بھی سستی نہیں ہونی چاہیے کسی معاملے میں ورنہ تمہارے کان کھینچوں گی میں۔'' ماریہ نے ہنستے ہوئے اس کے کان کھینچے۔

وہ بھی مسکرا دی۔

''اچھا بس اب بالکل نہیں رونا۔'' ماریہ نے بہن کے آنسو صاف کیے۔

''اور تم بھی اپنا خیال رکھنا۔ ویسے تو جی جو ہوں گے پر پھر بھی۔'' دریہ نے چھیڑا۔

''بہت بدتمیز ہو تم۔'' ماریہ نے اس کے بازو پر مکا جڑا۔

دریہ قہقہہ لگاتی کھڑی ہوئی۔

''اچھا میڈم! اب پارلر کے لیے نکلنا ہے آپ کو جلدی کریں۔''

''ہاں میں نکل رہی ہوں۔ تم ٹائم سے آ جانا لینے کے لیے۔''

''او کے میڈم۔'' دریہ دل پر ہاتھ رکھ کر جھکی۔

کمرے میں دونوں بہنوں کی ہنسی گونجی۔

یہ ان دونوں بہنوں کی آخری طویل اور ذاتی گفتگو تھی۔

دریہ نے آج بہت سوچ سمجھ کر کنعان سے بات کرنے کا سوچا تھا۔ اسی مقصد کے لیے وہ ڈائننگ ٹیبل پر اس کے روبرو تھی۔ کنعان نے حیرانگی سے اسے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے دیکھا۔ وہ ہر روز اپنے کمرے میں ہی کھانا

کھاتی تھی۔

دریہ نے بیٹھ کر اس کی چمکتی براؤن آنکھوں میں حیرت کو دیکھا تو جلدی سے بولی۔

''مجھے ضروری بات کرنی ہے۔''

کنعان اس کی بات پر مسکرایا۔

''میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا۔'' وہ اس کی مسکراہٹ پر چڑی۔

''بولو کیا بات کرنی ہے۔ میں سن رہا ہوں۔'' وہ ساتھ ساتھ کھانا کھانے میں بھی مصروف تھا۔

دریہ خاموشی سے اسے گھورتی رہی۔ کنعان نے اسے خاموش پا کر سر اٹھایا۔ وہ گھور رہی تھی۔ اس نے مسکراہٹ دبا کر چمچ بھر کر اس کی طرف کھلانے کے انداز میں بڑھایا۔

''تم۔ تم اس قابل ہی نہیں کہ کوئی بات کی جائے تم سے۔'' وہ غصہ ضبط کرتی کھڑی ہوئی۔

''پہلے تم ڈیسائیڈ کر لو کہ مجھے کس کس قابل مانتی ہو۔'' وہ بھی دوبدو بولا۔

''تم میری جوتی برابر بھی نہیں۔''

''اچھاااا۔'' کنعان نے باقاعدہ جھک کر اس کی جوتی دیکھی۔ جس پر وہ آپے سے باہر ہوئی۔ ٹیبل سے پانی کا بھرا گلاس اٹھایا اور کنعان پر اچھال دیا۔

وہ جو ابھی بھی ہونٹوں پر دانت جما کر ہنسی روک رہا تھا۔ پانی گرنے پر فوراً کھڑا ہوا، پر پانی اسے بھگو چکا تھا۔

دریہ نے ایک گھوری اور ڈالی اور مڑتی ہوئی کمرے کی جانب چلی گئی۔

پیچھے وہ اپنے کپڑے جھاڑتا کھڑا رہ گیا۔

کہاں تلاش کرو گے تم مجھ جیسا شخص
جو تمہارے ستم بھی سہے اور تم سے محبت بھی کرے

''بھائی! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔'' میرب نے کنعان کو لاؤنج میں تیار اکیلے کھڑے دیکھ کر کہا۔

''ہاں ہاں۔اوہو۔بھئی آج تو ہماری گڑیا سچ میں پرستان سے آئی پری لگ رہی ہے۔'' کنعان نے بہن کی تیاری دیکھ کر پیار سے کہا۔

میرب لائٹ پنک فراک اور چوڑی دار پاجامے میں میچنگ کھسہ اور چوڑیاں پہنے واقعی پری ہی لگ رہی تھی۔اپنی تعریف پر جھینپتی مسکرائی۔

''اچھا ناں بات سنیں میری۔''

''ہاں بولو۔'' کنعان موبائل پر ٹیکسٹ کر رہا تھا۔

''بھائی!وہ آج آپ کی شادی ہو رہی ہے۔''

کنعان ہنسا۔

''تو تمہیں اب پتہ چلا۔'' وہ بہن کی بات پر محظوظ ہوا۔

''بھائی پلیز!میری پوری بات سن لیں۔''

''اچھا بابا سناؤ۔'' کنعان نے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

''بھائی۔وہ۔وہ۔بی جان نے آپ کی شادی۔در۔در یہ۔سے۔نن۔''

''میرب۔'' بی جان کی دھاڑ سنائی دی۔

میرب جلدی سے پلٹی۔بی جان اپنی خون آلود نگاہوں سے اسے گھور رہی تھیں۔

✿.....✿.....✿

''کنعان!تم جاؤ باہر تمہارے بابا انتظار کر رہے ہیں۔''

''جی۔'' کنعان پاس سے ہو کر باہر چلا گیا۔

بی جان میرب کی طرف بڑھیں۔

''ابھی جلدی ہے چلو۔تم سے آ کر پوچھتی ہوں میں۔''

میرب سر جھکائے ان کے پیچھے پیچھے چل دی۔

✿.....✿.....✿

''اس شخص کا مسئلہ کیا ہے آخر؟ یہ ایبٹ آباد کیوں نہیں جاتا؟'' دریہ کی سوئی اس کے ایبٹ آباد نہ جانے پر اڑی ہوئی تھی۔

اس دن بات کرنے گئی تھی مگر وہ ایڈیٹ ایویں فری ہوتا رہا۔

''آج آجائے بات کلیئر کر کے ہی دم لوں گی۔'' دریہ نے فیصلہ کیا۔

شام کو کنعان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ جلدی سے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں آ گئی۔ کنعان جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا سامنے اس دشمن جاں کو دیکھ کر اندر تک سرشار ہو گیا۔

''السلام علیکم۔'' وہ قریب آ کر بولا۔

''وعلیکم السلام۔'' خلاف معمول دریہ نے جواب دے کر کنعان کو حیران کیا۔

''کیسی ہو؟''

''زیادہ فری مت ہو۔ سمجھے۔'' وہ اپنی ٹون میں آئی۔

''تھینک گاڈ۔ میں سمجھا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔'' کنعان نے چھیڑا۔

''مجھے تم سے بات کرنی ہے سوبی سیریس مسٹر کنعان لاشاری۔''

''جو حکم۔'' وہ جھکا۔

دریہ نے گھوری دی۔

''آپ کوئی بات کرنے والی تھیں مسز۔'' کنعان نے اسے گھورتے پا کر یاد دلایا۔

''تم ایبٹ آباد کیوں نہیں جا رہے؟ کیا یہ نکاح خفیہ رکھنے کے ارادے سے کیا ہے تم نے؟''

''خفیہ نکاح وہ ہوتا ہے مس دریہ حیات جو ایک دو لوگوں کی موجودگی میں منہ اندھیرے کیا جائے اور ہمارے نکاح میں کم از کم پچاس سے زیادہ لوگ ہوں گے پھر یہ خفیہ کیسے ہوا۔''

''میں نے تم سے نکاح کی سلیس اردو سنانے کو نہیں کہا۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو بس۔'' وہ غصے سے بولی۔

''تمہاری بات کا کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس۔'' وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

''رکو مسٹر۔'' دریہ نے بازو پھیلا کر راستہ روکا۔ ''جواب دو پہلے پھر جانا کمرے میں۔''

''میں وہاں نہیں جاتا۔'' دوٹوک جواب آیا۔

''کیوں؟''

''میری مرضی۔''

''بھاڑ میں گئی تمہاری مرضی۔ ہم اسی ویک ایبٹ آباد جائیں گے۔''

''میں نہیں جاؤں گا۔ تمہارے جانے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' ٹکا سا جواب آیا۔

اب کہ دریہ ٹھٹکی اس کے انکار پر۔

''تم کیوں نہیں جاؤ گے صاف صاف جواب دیا کرو۔ بلاوجہ بات کو گھما پھرا کر کرنے والوں سے مجھے سخت نفرت ہے۔'' دریہ نے ناک سکیڑ کر کہا۔

''میں پچھلے چار سال سے ایبٹ آباد نہیں گیا ہوں اور نہ ہی وہاں سے کوئی آیا ہے۔ بس یا کچھ اور۔'' کنعان نے تیز لہجے میں کہا۔

''چچ۔ چار سال۔'' دریہ ہکلائی۔

''جی چار سال۔ گیو می آ سائیڈ پلیز۔''

دریہ ہٹی۔

کنعان پاس سے ہو کر دھڑ دھڑ سیڑھیاں پھلانگ گیا۔

''چار سال یعنی۔ اس واقعے کے بعد سے۔'' دریہ حیران و پریشان کھڑی تھی۔

''تو کیا میرب نے سچ کہا تھا۔ یہ واقعی مجھ سے۔''

اس سے آگے وہ سوچ نہ سکی۔

✿.....✿.....✿

میرج ہال میں بارات کا روایتی انداز میں استقبال کیا گیا۔

کنعان کے چہرے سے تو مسکراہٹ ایک منٹ کو نہ رکی تھی۔ ارحم اور ولید اسے کافی چھیڑ چکے تھے، پر کنعان

پر کسی بات کا اثر نہ تھا۔ وہ مسلسل بات بے بات مسکرا کر ان دونوں کو جیلس کر رہا تھا۔

''مجھے بھی شادی کرنی ہے۔ ارحم نے بچوں کے انداز میں پاؤں زمین پر مار کر ولید سے ضد کی۔

''میں تمہاری امی نہیں۔ یہ بات آنٹی سے کرو جا کر۔'' ولید اس کے انداز پر چڑا۔

''نہیں، بس مجھے ابھی شادی کرنی ہے۔'' وہ بضد تھا۔

کنعان اپنے قہقہے کو بمشکل روکے بیٹھا تھا۔

''اٹھ دفع ہو۔ جا کر آنٹی کے پاس بیٹھ۔'' ولید نے اس کا ہاتھ جھٹکا جو ارحم اس کے گھٹنوں پر رکھ کر ضد کر رہا تھا۔

''ابے ہٹ سالے۔ تیری تو۔''

کنعان اور ارحم ہاتھ پہ ہاتھ مار کر قہقہہ لگانے لگے۔ ارحم ہمیشہ جان بھوج کر ولید کو چڑاتا تھا اور وہ بیوقوف ہمیشہ ہی چڑ جاتا تھا۔ جیسا کہ اب۔

وہ ان دونوں کو منہ پھاڑے ہنستے دیکھ کر مزید چڑا۔

''بھاڑ میں جاؤ خبیثو وووو۔'' ولید فٹے منہ کہتا جانے کو کھڑا ہوا۔

''ابے کدھر۔'' ارحم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''چھوڑ دے ورنہ۔'' اس نے مارنے کو ہاتھ بلند کیا۔

''کیا کر رہے ہو تم سب۔ میں کافی دیر سے نوٹ کر رہا ہوں تم لوگوں کو۔ کہیں سے مہذب معلوم نہیں ہو رہے ہو تم تینوں۔ کیا سوچ رہے ہوں گے لوگ۔ یہ جو کرز کہاں سے لے آئے ساتھ۔'' کاشان نے سنجیدگی سے ڈانٹا۔

''ناؤ بی سیریس۔ جو مسخریاں کرنی ہیں واپس گھر جا کر کرنا۔ انڈر اسٹینڈ۔''

''جی۔'' تینوں نے ہاں میں سر ہلایا۔

''اور ولید تم میرے ساتھ چلو کچھ کام ہے۔'' کاشان نے ولید کو مخاطب کیا۔

''جی بھائی۔'' وہ مؤدب سا سر ہلاتا کاشان کے پیچھے پیچھے چل پڑا جبکہ ان دونوں نے ولید کے پیے انداز پر

بمشکل امڈتا قہقہہ روکا۔

''اف۔کتنی پیاری لگ رہی ہو میرب۔اللہ نظر بد سے بچائے۔'' دریہ نے اس کی بڑی بیبیوں کے انداز میں بلائیں لیں۔

''تم بھی کم نہیں لگ رہی سمجھی۔''

''ہائے۔میرب تم تو شرماتی بھی ہو۔'' دریہ غش کھانے والی ہوئی۔

''دفعہ ہو جاؤ دریہ بہت بدتمیز ہو تم۔'' میرب نے اس کے بازو پر پنچ مارا۔

''اچھا مجھے بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں میں۔'' دریہ نے چاروں اور گول چکر لگا کر پوچھا۔

''بہت۔بہت پیاری۔قسم سے۔'' میرب اس کے گلے لگی۔

''ہاہ ہائے پیچھے ہٹو۔'' دریہ نے شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کی۔جس پر دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

''ماریہ کہاں ہے آ گئی پارلر سے؟'' نگین برائیڈل روم میں داخل ہوئی۔

''جی آ گئی ہے۔واش روم میں ہے۔'' دریہ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔نکلتی ہے تو باہر لے آؤ نکاح کے لیے۔'' وہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ماریہ کا ہلکا سا گھونگھٹ نکالے باہر اسٹیج کی طرف جا رہی تھیں۔

میرب باقاعدہ کانپ رہی تھی یہ سوچ کر کہ کیا ہونے والا ہے اور دوسری طرف دریہ آنے والے طوفان سے انجان سرشاری خوشی خوشی قدم اٹھاتی چلی جا رہی تھی۔وہاں موجود سب لوگ ان ہی کی طرف متوجہ تھے۔وہ اسٹیج سے چند گز کے فاصلے پر تھیں۔جب میرب نے بھائی کی مسکراہٹ کو سمٹتے دیکھا۔

کنعان جو ساتھ بیٹھے ارحم کی بات پر مسکرا رہا تھا کہ نظر سامنے اٹھی۔پہلے نظریں ساکت ہوئیں۔پھر مسکراہٹ سمٹی۔

در۔دریہ تو سامنے تھی پھر گھونگھٹ میں دلہن بنی لڑکی کون تھی؟ وہ ساکت سا بیٹھا سوچ رہا تھا۔اس کا دماغ الارم دے رہا تھا کہ سب غلط ہے سب۔

دریہ اسٹیج پر اتنے لڑکوں کو دیکھ کر کنفیوز ہوئی کیونکہ سب کی ہی نظریں انہیں پر تھیں۔ وہ ہچکچاتی ہوئی ماریہ کو صوفے پر کنعان کے برابر بٹھا کر مڑنے ہی والی تھی جب کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

✿.....✿.....✿

دریہ، کنعان کا جواب سن کر شاکڈ تھی۔ کیا واقعی وہ سچ کہہ رہا ہے؟ وہ یقین بے یقینی کے درمیان ڈول رہی تھی۔

سچ ہی کہہ رہا ہوگا۔ ورنہ وہاں سے تو کوئی آتا یہاں۔ یا پھر کوئی فون ہی آتا۔ لیکن یہاں ایسا کچھ بھی نہیں تو پھر واقعی کنعان اس دن نہیں جانتا تھا کہ اس کی شادی کس سے ہو رہی ہے؟

میرب۔ میرب تو جانتی تھی نہ سب اس نے کیوں نہیں بتایا کسی کو۔

''میرب تم نے اچھا نہیں کیا۔ نہ صرف اپنے بھائی کے ساتھ بلکہ میرے ساتھ بھی۔ یہ کیسی محبت تھی تمہاری۔ ہم دونوں سے کہ خاموشی سے بربادی کا تماشہ دیکھتی رہی۔ دوستی کی آڑ میں دشمنی کر گئی۔ تم۔ تمہاری ایک چپ نے مم۔ میرے ہنستے بستے گھر کو لمحوں میں اجاڑ دیا۔ کیوں کیا تم نے میرب۔ کیوں؟'' وہ سسک رہی تھی۔

''میں نے کیا بگاڑا تھا تمہارا کہ اتنا بھیانک کھیل کھیلا تم نے۔ تمہاری اس معمولی خاموشی نے مجھ سے میری بہن چھین لی۔ میرا باپ اس دکھ کو سینے سے لگائے اس دنیا سے چلا گیا۔ میں اس بھری دنیا میں اکیلی رہ گئی۔''

آج چار سال بعد وہ پھر سے ان اذیتوں کو یاد کر کے زار و قطار رو رہی تھی۔

✿.....✿.....✿

دریہ نے مڑ کر دیکھا تو اس کا ہاتھ بی جان کے ہاتھ میں تھا۔

''تم کہاں جا رہی ہو، بہن کے پاس بیٹھو ابھی نکاح ہونے والا ہے۔ اسے تمہاری ضرورت ہوگی۔'' بی جان نے چیپ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''جی۔'' دریہ، ماریہ کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک گئی۔

اتنے میں مولوی صاحب اور دیگر افراد بھی اسٹیج پر آ گئے۔ دریہ اٹھ کر تھوڑا فاصلے پر کھڑی ہوئی۔

''مولوی صاحب شروع کریں۔''

کنعان سب سن رہا تھا پر صحیح سمجھ نہیں پا رہا تھا۔اس کے دل و دماغ میں یہی تھا کہ اسے دھوکہ دیا جا رہا ہے پر کس طرف سے۔اس کے اپنے گھر والے یا پھر دریہ کے گھر والے۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

ماریہ ایجاب وقبول کر چکی تھی۔جسے کنعان اپنی سوچوں میں سن نہ پایا تھا۔اب مولوی صاحب اس کی طرف مڑ چکے تھے۔

''کنعان لاشاری، ولد کمال لاشاری۔کیا آپ کو ماریہ حیات، ولد محسن حیات بعوض پانچ لاکھ روپے حق مہر ان سے نکاح قبول ہے؟''

کنعان نام پر ہی اڑ چکا تھا۔ماریہ۔ماریہ حیات۔دریہ حیات کی بڑی بہن۔

''قبول ہے؟'' پھر سے صدا آئی۔

''کنعان! ہاں بولو۔'' پیچھے سے کاشان نے کندھا ہلایا۔نام پر اور دریہ کو سامنے دیکھ کر تو وہ بھی چونک چکا تھا مگر فی الحال حقیقت سے بے خبر تھا۔

''کنعان۔'' کمال لاشاری کی آواز آئی۔

بی جان بھی بیٹے کی خاموشی پر ٹھٹک چکی تھیں۔ان کی بازی الٹنے والی تھی کیا؟ وہاں موجود سب لوگ کنعان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

''کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟'' مولوی صاحب نے پھر سے دہرایا۔

''نہیں۔نہیں ہے قبول مجھے یہ نکاح۔'' کنعان کی دھاڑ نما آواز ہر طرف گونجی۔سب ساکت ہو چکے تھے۔

''کیا؟ کیوں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟'' کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

ماریہ گھونگھٹ الٹ چکی تھی۔دریہ نے جلدی سے پاس آ کر اس کے ہاتھ تھامے جو بالکل سرد ہو چکے تھے۔

''کنعان رکو۔کہاں جا رہے ہو۔رکو۔کنعان۔نکاح کے بغیر نہیں جا سکتے تم۔واپس آؤ۔روکو اسے کاشان۔'' کنعان کو اپنے پیچھے مختلف آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر وہ ان سب آوازوں کو اگنور کرتا آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکل گیا تھا۔

محسن حیات دل پر ہاتھ رکھے زمین پر بیٹھ چکے تھے۔آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا۔اتنی ذلت، اتنی رسوائی۔وہ

بھی اتنے لوگوں میں۔

وہ ڈھے چکے تھے۔

''بابا۔بابا۔'' دریہ باپ کی جانب بھاگی جو بے ہوش ہو گئے تھے۔

''پانی لاؤ۔جلدی۔'' نگین کی آواز آئی۔

اب سب لوگ محسن حیات کے گرے وجود کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔

''ہوسپٹل۔ہمیں ان کو ہوسپٹل لے جانا چاہیے۔'' کاشان آگے بڑھا۔

''رکو۔ہاتھ مت لگانا میرے بابا کو۔'' دریہ چلائی۔

''کیا کہہ رہی ہو بیٹی۔ہمیں محسن صاحب کو ہوسپٹل لے جانا ہے۔طبیعت.....'' کمال لاشاری کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی گئی۔

''ہم خود لے جائیں گے۔سمجھے آپ۔جو تماشہ لگانا تھا وہ لگا چکے آپ لوگ۔اب دفع ہو جائیں یہاں سے۔ورنہ۔سرمد۔سرمد۔'' نگین بلند آواز میں چلائی۔

''جی میڈم۔''

''ان سب کو دفعان کرو یہاں سے۔مجھے یہ گھٹیا لوگ یہاں نظر نہ آئیں۔انڈر اسٹینڈ۔''

''او کے میڈم۔''

''سرفراز صاحب! چلیں محسن کو لے کر ہمیں جلدی ہوسپٹل پہنچنا چاہیے۔''

''جی میڈم۔''

نگین، مینجر سرفراز کیساتھ محسن کو ہوسپٹل لے جا چکی تھی۔وہاں موجود مہمان بھی چہ مگوئیاں کرتے واپس جا رہے تھے۔دریہ وہیں زمین پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

میرب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھی مگر بی جان اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب چل دیں۔

رونق چھٹ چکی تھی۔وہاں سناٹا ہو چکا تھا موت کا سناٹا۔

''دریہ۔واٹ ہیپنڈ۔روکیوں رہی ہو۔'' کنعان نے دریہ کوزمین پر بیٹھے روتے دیکھ کراس کے قریب بیٹھ کر پوچھا۔

''دریہ۔اس نے کندھاہلایا۔

''دریہ! پلیز ٹیل می واٹ ہیپنڈ۔'' کنعان اسے ہنوز روتے دیکھ کرفکرمند ہوا۔

''کیاملا تمہیں اس روز ہماری بے عزتی کر کے۔کیوں تم بنا نکاح کے واپس آ گئے۔کنعان لاشاری۔کیا کمی تھی میری بہن میں۔کیا بگاڑا تھا اس نے تمہارا۔کیوں کیا تم نے ایسا۔کیوں ں ں ں ں؟'' دریہ اس کا گریبان پکڑے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

''ہوا کیا ہے دریہ۔'' وہ اب بھی نہ سمجھا۔

''تم نہیں جانتے کیا ہو چکا تھا اس روز۔تم۔تمہاری وجہ سے۔سب ختم ہو گیا کنعان۔سب ختم۔مم۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔کبھی نہیں۔'' وہ کنعان کے بازوؤں میں جھول گئی۔

✿.....✿.....✿

دریہ کو اس خاموشی سے وحشت ہوئی۔اس نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر اسٹیج کی طرف دیکھا۔اسٹیج خالی تھا۔

''ماریہ۔'' دریہ کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔

سب لوگ محسن حیات کے گرنے پر ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔دریہ بھی اسی طرف بھاگی تھی۔ماریہ اسٹیج پر اکیلی تھی۔اس کے کانوں میں قریب کھڑے لوگوں کی بھیانک آوازیں آ رہی تھیں۔

''اوف یہ کیا ہو گیا بیچاری کیساتھ۔اب کون کرے گا اس سے شادی۔کوئی خاندانی تو ہرگز نہیں کرے گا ایسی لڑکی سے شادی۔جس کی بارات واپس چلی گئی۔زندگی برباد ہو گئی بیچاری کی۔''

''توبہ۔محسن صاحب اچھے بھلے سمجھدار آدمی ہیں۔کیا سوچ کر بیٹی کا رشتہ ایسے لوگوں میں کیا جو یوں بھرے بازار میں بے عزت کر گئے۔''

ہر طرف ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ماریہ آہستہ سے اٹھی اور بھاری لہنگا اٹھا کر ہال کے ایگزیٹ ڈور کی طرف بڑھی۔

''ارے ماریہ! تم کہاں جا رہی ہو؟'' ماریہ کو اپنے پیچھے سے آواز آئی مگر وہ کان بند کیے چلتی ہوئی روڈ تک پہنچ گئی۔

وہ بالکل سیدھا عین سڑک کے بیچ آگے سے آگے چلتی جا رہی تھی۔ اس کے کانوں میں الفاظ گڈمڈ ہو رہے تھے۔

''نہیں قبول مجھے یہ نکاح۔ اب کون کرے گا اس بیچاری سے شادی۔ کوئی خاندانی تو نہیں۔ بارات واپس چلی گئی بیچاری کی۔ مجھے قبول نہیں یہ نکاح۔ نہیں۔''

ماریہ کو سامنے سے ادھر ادھر ڈولتی ہوئی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی جس کو کوئی امیر زادہ نشے میں دھت ہو کر ڈرائیو کر رہا تھا اور غنودگی کی وجہ سے وہ ہچکولے کھاتی تیز رفتار کار کو کنٹرول کرنے میں ناکام تھا۔

موت نے اسی پل ماریہ کے دروازے پر دستک دے دی تھی۔

❁.....❁.....❁

''میں نے انجکشن دے دیا ہے کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ لیکن کوشش کریں پیشنٹ کسی قسم کی ٹینشن نہ لیں۔''

''جی۔'' وہ پریشان سا بولا۔

''او کے تو پھر میں چلتا ہوں۔ ٹیک کیئر آف یور وائف۔'' ڈاکٹر، کنعان کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

''جی۔'' کنعان جھینپتا ہوا مسکرا دیا۔

''چائے؟''

''نہیں یار۔ کلینک سے گھر کے لیے نکلا ہی تھا تو تمہاری کال آ گئی۔ اب تو میری بیوی ہائی الرٹ کر چکی ہو گی سب کو اور تمہارا دوست یقیناً اپنی سی آئی ڈی بنا بھی چکا ہو گا میری تحقیق کے لیے۔''

احمر کی بات پر کنعان کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

''یہ تو ٹھیک کہا آپ نے۔''

''ویسے ایک کپ چائے تو ضرور ہو جانی چاہیے۔'' کنعان ہنستا ہوا بولا۔
''نہیں یار۔ پھر کبھی نہ صرف چائے بلکہ بھابھی بیگم کے ہاتھ کا کھانا بھی کھائیں گے۔''
''بالکل ضرور۔''
''تو پھر اجازت دو۔ یہ دیکھو ارحم کا فون آ رہا ہے۔'' احمر نے ہنستے ہوئے فون اس کی طرف لہرایا۔
''چلو پھر میں چلتا ہوں۔ تم بھابھی کا خیال رکھنا۔''
''خدا حافظ۔''
کنعان، احمر (ارحم کا بھائی) کو گیٹ تک چھوڑنے گیا۔

❁.....❁.....❁

سامنے سے آتی گاڑی ماریہ کو کچل چکی تھی۔
محسن حیات کو سیریس اٹیک ہوا تھا وہ آئی سی یو میں انڈر ابزرویشن تھے۔ ڈاکٹرز نے ہر طرح کی بری خبر دینے سے منع کیا تھا۔ اس لیے نگین حیات نے انہیں مطلع کیے بغیر ہی ماریہ کی میت کو دفنا دیا تھا۔
دریہ کو ہوش ہی کب تھی کہ کچھ سمجھ پاتی وہ تو لٹی پٹی سی اکیلی رہ چکی تھی۔ اس کی بہن اس گھر سے رخصت ہونے کو نکلی تھی اور واقعی رخصت ہو گئی تھی ہمیشہ کے لیے۔
وہ یہ حقیقت قبول نہیں کر پا رہی تھی کہ اس کی ماں جائی اسے اکیلے چھوڑ کر جا چکی ہے اور وہاں اسے اس حقیقت کا یقین دلانے والا بھی کوئی نہ تھا۔
وہ اکیلی رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁

دو ہفتوں بعد محسن حیات ہوسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئے۔
دریہ باپ کو دیکھ کر بے قابو ہوتی ان کے گلے لگ کر خوب روئی۔
''بابا! ماریہ چلی گئی ہمیں چھوڑ کر۔ بابا وہ اتنی جلدی کیوں چلی گئی۔ میں کیسے رہوں گی اس کے بغیر۔ بابا پلیز ماریہ کو واپس لے آئیں۔ میں نہیں رہ سکتی اس کے بنا۔ پلیز بابا۔'' وہ روتی ہوئی باپ سے فریاد کر رہی تھی۔

محسن کو شاید نگین ان کی طبیعت سنبھلنے پر بتا چکی تھی۔

''دریہ بیٹا! سنبھالو خود کو میری جان۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہے جس کے آگے ہم صبر کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔'' وہ خود بھی نڈھال سے تھے۔ بیٹی کا آخری دیدار بھی نہ کر سکے تھے۔ کتنے بدنصیب باپ تھے وہ۔

''سنبھالو خود کو میری خاطر بیٹا۔'' انہوں نے دریہ کے آنسو صاف کیے۔

''ہاں۔''

''جی۔'' دریہ نے سرخ سوجی آنکھیں رگڑ کر ہاں میں سر ہلایا۔

''چلو شاباش منہ دھو جا کر۔ میری بیٹی بہت بہادر ہے۔ اس لیے اب میں تمہیں روتے ہوئے نہ دیکھوں۔ بہن کو کلام پاک پڑھ کر بخشو تا کہ اسے سکون مل سکے۔ ہاں۔''

''جی۔''

''محسن! روم میں چلیں۔ اب کیا پھر سے طبیعت بگاڑنی ہے۔'' نگین نے اس ایموشنل سین سے تنگ آ کر کہا۔

''ہاں چلو۔'' وہ آہستہ آہستہ چلتے روم کی طرف بڑھے۔

دریہ بھی وضو کرنے چل دی۔

''کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا۔ بی جان جواب دیں۔''

کنعان چٹانوں جیسے لہجے میں سرخ چہرہ لیے ماں سے مخاطب تھا۔ اس وقت ہال میں سب لوگ موجود تھے۔ کنعان اس دن میرج ہال سے واپس گھر نہیں آیا تھا۔ آج پورے بیس دن بعد وہ گھر آ کر بی جان کے روبرو تھا۔

بی جان خاموش بیٹھی رہیں۔

''میں کچھ پوچھ رہا ہوں آپ سے بی جان۔'' وہ پھر سے چلایا۔

''کنعان! کس لہجے میں ماں سے بات کر رہے ہو تم۔ ہوش میں تو ہو۔'' کمال لاشاری نے اسے گھرکا۔

''ہوش میں آچکا ہوں اسی لیے یہاں ہوں۔آپ اور آپ کی لاڈلی بیٹی بھی اس پلاننگ میں برابر کے شریک تھے۔اس لیے مجھے آپ دونوں سے۔''

''بھائی پلیز۔''میرب روتی ہوئی کنعان کی طرف آئی۔

''اسٹاپ اِٹ نان سینس۔''اس نے بہن کے آنسوؤں کو دیکھ کہا۔

''بھا۔ئی۔''

''آئی سے جسٹ شٹ اپ۔نہ تو میں تمہارا بھائی ہوں اور نہ تم میری بہن۔انڈر اسٹینڈ۔''کنعان نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

''بی جان !بتائیں مجھے۔کیوں کیا آپ نے ایسا۔اپنے بیٹے کیساتھ،حیات فیملی کیساتھ۔کیوں دھوکہ دیا۔مجھے بتائیں۔''وہ بضد تھا۔

''کنعان بیٹا!''

''مت کہیں بیٹا۔اگر بیٹا سمجھتیں تو بیٹے کی خوشیوں کو اس طرح نہ اجاڑتیں۔آپ کو لگتا ہے آپ میری ماں ہیں؟ماں آپ کے جیسی نہیں ہوتی بی جان جو اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کی خواہشات کا گلا گھونٹ دے۔آپ نے تو وہ کیا۔جو کوئی دشمن بھی نہ کرے۔''وہ بے بس سا صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

''کنعان !تم اس وقت غصے میں ہو اس لیے اپنے کمرے میں جاؤ۔اس بارے میں پھر بات کریں گے۔''کمال لاشاری نے تحمل سے کہا۔

''نہیں کرنی مجھے اس بارے میں مزید کوئی بات اور نہ ہی مجھے آپ کے اس محل نما گھر کا کوئی کمرہ چاہیے۔میں جا رہا ہوں یہاں سے۔سب کو لات مار کر اور دوبارہ یا تو میری میت یہاں آئے گی یا پھر میں تب آؤں گا جب بی جان اپنے کیے کی معافی مانگیں گی حیات فیملی سے۔''

''یہ کیا کہہ رہے ہو کنعان۔''کاشان کی خاموشی ٹوٹی۔

''ٹھیک کہہ رہا ہوں بھائی۔وہاں جو کچھ بھی ہوا اس سب کی ذمہ دار یہی ہیں اور یہی سدھاریں گی بھی۔''

''صاحب جی باہر کوئی لڑکی آئی ہے۔''ملازمہ نے مداخلت کی۔

''کون؟'' حسان لاشاری نے پوچھا۔

''نام نہیں پوچھا ان سے۔ کہہ رہی ہیں مجھے کنعان لاشاری سے ملنا ہے۔''

''اچھا بھیجو یہاں۔'' کاشان نے لڑکی کو ہال کمرے میں لانے کو کہا۔

چند منٹ بعد جو وجود چادر میں لپٹا ہال میں داخل ہوا۔ اس کو دیکھ کر سب ساکت ہو گئے۔ خاص کر کنعان۔

دریہ کو ہوش آیا تو اس نے کروٹ بدلنی چاہی مگر ساتھ لیٹے وجود کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکی۔ لیمپ کی مدھم روشنی میں دریہ کو اپنے ساتھ لیٹا کنعان نظر آیا۔

''یہ۔ یہ کیوں یہاں سو رہا ہے۔ اتنی ہمت اس کی کہ یہ اس طرح فائدہ۔'' دریہ کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ اسے یاد آیا کہ وہ روتی روتی بیہوش ہو گئی تھی اور یہ یہاں یقیناً میری تیمارداری کو موجود ہے۔ پر خبر گیری تو صوفے پر لیٹ کر بھی ہو سکتی تھی مگر نہیں ہر وقت ہیرو جو بننے کا شوق ہے لارڈ صاحب کو۔

''اونہہ۔'' دریہ نے ناک چڑھایا۔

کچھ دیر وہ سیدھی لیٹی سیلنگ کو گھورتی رہی پھر تنگ آ کر کنعان کی طرف کروٹ بدلی۔

اب دریہ مدھم روشنی میں کنعان کا جائزہ لے رہی تھی۔

وہ سیدھا لیٹا تھا۔ ایک بازو سینے پر جبکہ دوسرا دریہ کے سر کے نیچے موجود تکیے پر ذرا اوپر کو پھیلا رکھا تھا۔

دریہ آج پہلی دفعہ اتنے قریب اور غور سے کنعان کو دیکھ رہی تھی۔

سوتے میں بلاشبہ وہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔ دریہ کا دل چاہا کہ اس کی ہلکی بڑھی شیو کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کو اس نے ہاتھ بڑھایا اور پھر روک بھی لیا۔

''لاحول ولاقوۃ۔'' اس نے اپنی سوچ پر لعنت بھیجی اور چپ چاپ پھر سے اس کے نقوش کو ازبر کرنے لگی۔

ہال کے دروازے سے چادر میں لپٹی دریہ اندر داخل ہوئی تھی۔ سب منہ کھولے اسی کو دیکھ رہے تھے۔

دریہ آہستگی سے چلتی ہوئی کنعان کے قریب آئی۔

کنعان اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ دریہ نے پاس آ کر اس کا نڈھال سا سرخ چہرہ دیکھا۔ کیا یہ چہرہ اتنا ظالم بھی ہو سکتا ہے۔ دریہ نے سوچا اور پھر ہاں میں جواب پا کر۔

چٹاخ۔ خ۔ خ۔ خ۔ خ۔ کی آواز پورے ہال میں گونجی۔ دریہ نے اپنی پوری طاقت سے کنعان کو تھپڑ مارا تھا۔

''یہ کیا کر رہی ہو لڑکی۔'' بی جان سب سے پہلے ہوش میں آئیں۔

''وہ ہی جس کا یہ حقدار ہے۔'' دریہ سپاٹ چہرہ لیے سپاٹ لہجے میں بولی۔ اب وہ سر جھکائے کھڑے کنعان کا گریبان پکڑ چکی تھی

''کیوں کیا۔ تم نے ایسا۔ کنعان لاشاری کیوں۔'' اس نے بہت ٹھہر ٹھہر کر پوچھا۔

''تم جانتے ہو تم قاتل ہو۔''

کنعان کا جھکا سر جھٹکے سے اٹھا۔

''تم۔ تم قاتل ہو کنعان لاشاری۔ تم نے میری بہن کو مار دیا۔ تم نے مجھ سے میری ماں جیسی بہن چھین لی۔ تم قاتل ہو۔ قاتل۔'' دریہ اس کے گریبان کو جھنجھوڑتی روتی ہوئی چلا رہی تھی۔

''مر گئی ہے میری بہن۔ منالو خوشیاں۔ کرلو جشن۔ تم۔ تم یہی چاہتے تھے ناں۔ یہ ہو چکا ہے۔ ماریہ چلی گئی ہے مجھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے۔ اور میں تمہیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی۔ کبھی نہیں۔ سنا تم نے کنعان لاشاری۔ تم کبھی سکون سے نہیں رہ پاؤ گے میری بددعا ہے یہ اور میری بددعا.....''

''چپ ہو جاؤ لڑکی۔'' بی جان کی کڑک دار آواز سنائی دی۔ دریہ کنعان کو چھوڑ کر ان کی طرف مڑی۔

''اور آپ۔ آپ بھی سکون کو ترسیں گی بی جان۔ یقیناً ایسی اولاد کو اس دنیا میں لانے والیں اور ان کی اتنے گھٹیا انداز میں تربیت کرنے والی آپ ہی ہیں۔'' دریہ انگلی اٹھائے بی جان کو کہہ رہی تھی۔

''میں تم جیسی دو ٹکے کی لڑکی کے منہ لگنا بھی نہیں چاہتی جو پہلے غیر مردوں کو لبھاتی ہیں اور پھر معصوم بننے چلی آتی ہیں۔ جاؤ بی بی کہیں اور جا کر ہمدردیاں سمیٹو۔ یہاں سے کچھ نہیں ملنے والا تمہیں۔'' بی جان حقارت سے بولیں۔

کنعان ماں کے منہ سے دریہ کے لیے ایسے گرے الفاظ سن کر شاکڈ رہ گیا۔ دریہ استہزائیہ ہنسی۔

''مجھے یقین آ چکا ہے کہ کنعان لاشاری آپ ہی کا بیٹا ہے۔ میں نہیں جانتی آپ کیوں میرے لیے ایسے الفاظ استعمال کر رہی ہیں مگر میں اتنا ضرور کہوں گی کہ آپ کے گھر میں بھی بیٹی موجود ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جو دوسروں کی بیٹیوں کیساتھ کر رہی ہیں یا کہہ رہی ہیں۔ وہ سب آپ کی اکلوتی بیٹی کے سامنے آ جائے۔''

دریہ نے دکھی نظروں سے میرب کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''بکواس بند کرو۔ میری بیٹی تم جیسی نہیں۔''

''بی۔ی۔ی۔ی۔جان۔'' کنعان نے پوری قوت سے پکارا۔

''آپ چپ ہو جائیں۔'' کمال لاشاری نے بیوی کو چپ رہنے کو کہا۔

''دریہ بیٹا آپ ماریہ کے متعلق کیا کہہ رہی ہیں۔ کیا ہوا ہے اسے۔'' کمال لاشاری نے دریہ سے پوچھا۔

''آپ لوگ مار چکے ہیں اسے۔ وہ مر چکی ہے۔ ماریہ اسی دن۔'' دریہ کا گلا رندھ گیا اور وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر باہر کی طرف بھاگی۔

''دریہ۔ دریہ رکو۔ پلیز۔'' میرب اس کے پیچھے لپکی۔

''دریہ۔'' وہ باہر گیٹ کے پاس اس کو روک چکی تھی۔

''دریہ! اس سب میں بھائی کا کوئی قصور نہیں۔ یہ سب بی جان کا کیا ہوا ہے۔ اس روز بھائی نہیں جانتے تھے کہ ان کی شادی تم سے نہیں بلکہ ماریہ سے ہو رہی ہے کیونکہ ہم وہاں ماریہ کا نہیں بلکہ تمہارا پرپوزل لے کر آئے تھے مگر بی جان نے غلط بیانی کر کے ماریہ کا کہہ دیا۔ بھائی تم سے محبت کرتے ہیں۔ پلیز ان کو سزا مت دو۔'' میرب ایک ہی سانس میں بولی۔ ''دریہ۔ دریہ۔ رکو تو۔''

دریہ آدھی بات سن کر جا چکی تھی کیونکہ اب ان باتوں کا کوئی فائدہ جو نہ تھا۔

کنعان کی صبح آنکھ کھلی تو اس نے خود کو دریہ کے روم میں اس کے بیڈ پر لیٹے پایا۔

''اوہ! میں یہیں سو گیا۔ اگر دریہ کو پتہ لگا کہ میں۔'' کنعان کے منہ پر ہلکے تھپڑ کے انداز میں دریہ کا ہاتھ

پڑا۔

''اف یہ لڑکی سوتے میں بھی ٹھیک نشانے لگاتی ہے۔لگتا ہے تھپڑ مارنے کا کافی ایکسپیرینس ہے محترمہ کو۔''

کنعان نے مسکرا کر اس کا نرم و نازک ہاتھ گال سے ہٹا کر ہونٹوں سے لگایا۔ایک بار۔دو بار۔تین بار۔کنعان یہ عمل بار بار دہرانے لگا۔

عین اسی وقت دریہ کی آنکھ کھل گئی۔اسے لگا اس کے ہاتھ کو کوئی نرم گرم چیز چھو رہی ہے۔جو پہلا احساس آیا۔وہ سانپ کا تھا۔دریہ نے مندی مندی آنکھیں پٹ سے پوری کھولیں کہ اپنا ہاتھ کنعان کے لبوں سے مس ہوتا دیکھ کر چار سو چالیس واٹ کے جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔

کنعان اس افتاد کے لیے ہرگز تیار نہ تھا۔دریہ کو اپنی طرف خونخوار نظروں سے تکتے پا کر وہ نہ صرف شرمندہ ہوا بلکہ سمجھ نہ پایا کہ دریہ کو کیسے بتائے کہ اس کی نیت ہرگز خراب نہ تھی۔وہ تو بس ایسے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔

''ہاؤ ڈیئر یو مسٹر کنعان لاشاری۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔وہ بھی میرے سونے کا فائدہ اٹھا کر۔تم۔تمہیں شرم نہیں آئی۔'' دریہ ہوش میں آتی چلائی۔

''دیکھو دریہ۔'' وہ منمنایا۔

''دیکھ ہی رہی ہوں تمہاری دیدہ دلیری۔'' دریہ نے دانت کچکچائے۔

''پلیز دریہ، میں۔میرا ارادہ یہ نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو۔اصل میں.....''

''تمہارا ارادہ کیا تھا۔یہ تو میں اچھے سے جان چکی۔پہلے میرے کمرے میں۔میرے ہی بیڈ پر سونے کی جسارت کی تم نے۔اور اب۔اب۔تم کس قدر گھٹیا ہو۔میں ایویں تم کو شریف سمجھ رہی تھی۔'' دریہ نتھنے پھلائے زور و شور سے اخلاقیات پر تقریر کرتی اسے اس کی حد بتا رہی تھی۔

کنعان اتنی کریٹیکل سچویشن میں بھی مسکرا دیا۔

''واٹ آ نان سینس۔میں لطیفے سنا رہی ہوں تمہیں۔'' دریہ اس کی مسکراہٹ سے چڑی۔

''نہیں، وہ۔تم۔غصے میں ناک پھلا کر لڑتی جھگڑتی ہوئی بہت کیوٹ لگ رہی ہو۔'' کنعان جلدی سے

بات مکمل کر کے بیڈ سے دور ہٹا۔

''تم۔ذلیل انسان۔'' دریہ نے تکیہ اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ جسے کنعان کیچ کر کے رازداری سے اس کی طرف جھکا۔

''ویسے تمہارے ہاتھ بہت پیارے ہیں۔'' وہ مسکراتا ہوا بڑی دلیری سے آنکھ مارتا یہ جا وہ جا۔ پیچھے دریہ حیرت سے منہ کھولے اس کے انداز اور جرأت دیکھتی رہ گئی۔

''بی بی جی۔صاحب بلا رہے ہیں آپ کو۔'' ملازمہ نے لان میں بیٹھی دریہ کو بتایا۔

''آتی ہوں۔'' دریہ نے سر ہلایا۔

چند منٹ بعد وہ محسن حیات کے سامنے تھی۔

''بابا۔آپ نے بلایا۔''

''ہاں بیٹھو۔بیٹا۔''

''جی کہیں۔''

''دریہ۔بیٹا تم کالج کیوں نہیں جا رہی ہو۔''

''بابا۔میرا دل نہیں کر رہا مزید پڑھنے کو۔'' اکتایا ہوا جواب آیا۔

''کیوں بیٹا؟''

''پتہ نہیں۔بس اب کالج جانے کو دل نہیں مان رہا۔''

''دریہ بیٹا۔سنبھالو خود کو۔'' حالانکہ وہ خود اس دکھ کو سینے میں چھپائے اندر ہی اندر گھل رہے تھے۔

''جانے والوں کے ساتھ جایا نہیں جاتا۔ہمیں یہاں اس دنیا میں رہ کر یہیں کے اصولوں کے مطابق خود کو چلانا پڑتا ہے۔اس لیے بیٹا خود کو مصروف کرو تاکہ زندگی گزارنا آسان لگے۔''

''لیکن بابا۔میں اب میڈیکل نہیں پڑھوں گی۔''

''کیوں؟'' وہ حیران ہوئے۔

''بابا! میں اب وہ سب نہیں پڑھ پاؤں گی۔''

''لیکن بیٹا! یہ تو ماریہ؟''

''بابا پلیز۔ میں جانتی ہوں یہ ماریہ کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں مگر اس طرح کے حالات میں، میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی۔ اس لیے میں کچھ اور پڑھ لوں گی۔''

''چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ تم جو بھی پڑھنا چاہو۔'' محسن بیٹی کی بات مان کر بولے۔

''تھینکس بابا۔ چائے لاؤں؟''

''بالکل۔'' وہ مسکرائے۔

دریہ بھی مسکراتی ہوئی چائے بنانے چلی گئی۔

✿.....✿.....✿

کنعان اس روز گھر چھوڑ کر اسلام آباد آ گیا تھا۔ جہاں ارحم اور ولید کی مکمل سپورٹ نے اسے سنبھلنے میں ہیلپ کی۔ کچھ عرصہ جاب کی اور پھر اپنے اکاؤنٹ میں موجود پیسوں سے شوروم بنا لیا جو بہت کم عرصے میں کافی ترقی کر گیا۔

کنعان نے ایک برانچ لاہور اور ایک کراچی میں کھول کر خود کو ہر طرح سے مصروف کر لیا تاکہ ماضی کی اذیت ناک یادوں سے پیچھا چھڑا سکے۔ مگر اتنی مصروفیت بھی دریہ کو بھلانے میں مددگار ثابت نہ ہوئی۔ ہر لمحہ، ہر گھڑی وہ کنعان کی یادوں میں اور دعاؤں میں شامل رہی اور پھر اسی طرح ایک روز اس کی دعائیں قبول ہو گئیں۔

اس دن وہ لاہور والی برانچ میں ہی گیا تھا کہ کام کی وجہ سے لیٹ ہو گیا۔ ہوٹل میں روم بک کروا رکھا تھا۔ وہ رات 1 سے 2 بجے کے درمیان واپس ہوٹل ہی جا رہا تھا کہ اس کی گاڑی کے سامنے ایک لڑکی گری اور بے ہوش گئی۔

کنعان دیکھنے کو باہر آیا تو وہاں دریہ کو گرے دیکھ کر ساکت رہ گیا تھا۔

✿.....✿.....✿

میرب اس واقعے کے ایک ماہ بعد واپس ہوسٹل آ گئی تھی مگر کالج میں دریہ کو نا پا کر حیران ہوئی۔

''شازمہ۔ دریہ نہیں آئی آج۔''

''نہیں، وہ تو پچھلے ایک ماہ سے نہیں آ رہی۔ پرسوں سرنیازی بتا رہے تھے کہ وہ میڈیکل چھوڑ چکی ہے۔''

''واٹ۔'' میرب کو جھٹکا لگا۔

''تو کیا تمہیں نہیں بتایا اس نے۔'' شازمہ حیران تھی۔

''نہیں۔ ایکچولی، میں نے تو روکا تھا اسے مگر میری غیر موجودگی میں ہی وہ۔ اچھا چلو میں کرتی ہوں اس سے بات۔'' میرب جھوٹ بولتی بمشکل مسکرائی۔

''ہاں ٹھیک ہے تم پوچھ لو۔'' شازمہ مسکراتے ہوئے چلی گئی۔

میرب نے بہت ہمت کر کے دریہ کا نمبر ملایا مگر دوسری طرف سے ''آپ کا نمبر کسی کے استعمال میں نہیں'' کا جواب سن کر وہ پھر سے جھٹکا کھا گئی۔ اب وہ اس کے گھر جانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔

میرب مزید ایک ہفتہ گزار کر واپس ایبٹ آباد چلی گئی۔ ہمیشہ کے لیے۔ یوں میڈیکل کالج میں پہلے دن بننے والی میرب اور دریہ کی دوستی اختتام پذیر ہو گئی۔

✿.....✿.....✿

بی جان کو دریہ بنا دیکھے ہی بری لگی تھی۔ اپنی اکلوتی بیٹی کے منہ سے ہر وقت دریہ نامہ سن کر وہ اکتا چکی تھیں۔ اکثر میرب کو ڈانٹ بھی دیتیں کہ پرائی لڑکی سے دوستی ایک حد تک ہی رکھو، خواہ مخواہ بڑھاوا مت دو مگر میرب ان کی نصیحت ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی۔ پھر ایک بار جب میرب گھر آئی تو اس کے پاس دریہ کی تصویر تھی۔

''لیں جی دیکھیں بی جان اور میری چوائس کی داد دیں کہ آپ کی بیٹی نے کیا چن کر دوست بنائی ہے۔'' میرب نے تصویر ماں کے سامنے کی۔

بی جان نے تصویر دیکھ کر دل ہی دل میں دریہ کے حسن کو سراہا مگر زبان سے اقرار کرنا شاید جرم سمجھا۔

''یہ اس کے ساتھ والی لڑکی کون ہے؟''

''یہ۔یہ ماریہ ہے۔دریہ کی بڑی بہن۔ہے تو یہ بھی پیاری مگر دریہ زیادہ پیاری ہے۔ہے ناں؟'' میرب نے ماں کی تائید چاہی۔

''یہ ماریہ کی منگنی وغیرہ ہوئی کہیں؟''

''نہیں۔ابھی تو نہیں۔''

''اچھا ٹھیک ہے جاؤ جا کر چائے بنالاؤ۔میرے سر میں درد کر دیا ہے تم نے۔''

''جی۔لاتی ہوں ابھی۔'' میرب چلی گئی۔بی جان نے تصویر سامنے کی اور دریہ پر ایک ناگوار سی نظر ڈالی جبکہ ماریہ، دریہ کے مقابلے میں انہیں معصوم اور بھلی معلوم ہوئی تھی۔

بی جان کو دوسری دفعہ دریہ سے نفرت تب محسوس ہوئی جب انہوں نے کنعان کے موبائل میں دریہ کی تصویر دیکھی۔

وہ کنعان کے روم میں اس کی لندن جانے کے لیے پیکنگ کرنے آئی تھیں کہ کنعان کے سیل کی روشن سکرین کی طرف متوجہ ہوئی جو بیڈ پر پڑا تھا۔ان کو سکرین پر کسی لڑکی کی تصویر نظر آئی۔انہوں نے سیل اٹھا کر دیکھا تو سامنے دریہ کی مسکراتی تصویر دیکھ کر انہیں نفرت اور غصہ ایک ساتھ آیا۔

''بے حیائی تو دیکھو دو ملاقاتوں میں ہی اپنی تصویر ایک نامحرم مرد کو دے دی۔اونہہ۔نجانے کیسی مائیں ایسی بیٹیاں پیدا کرتیں ہیں جو غیر مردوں پر ڈورے ڈالتی ہیں۔بے شرمی کی انتہا ہے۔'' بی جان نے نفرت سے سوچا۔

''مجھے تو پہلے ہی بری لگتی تھی تم۔اور رہی سہی کسر تمہاری اس تصویر نے پوری کر دی۔تمہیں کیا لگتا ہے میرے ہیرے جیسے بیٹے کو پھانس لوگی اتنی آسانی سے۔تو یہ تمہاری خوش فہمی ہے دریہ بی بی۔تم جیسی کلی کلی منڈلانے والی لڑکی ہرگز میری بہو بننے کے لائق نہیں۔نجانے اب تک کتنے مردوں کیساتھ چکر چلا چکی ہوگی۔'' بی جان حقارت سے دریہ سے ہمکلام تھیں۔

وہ یہ بات کنعان سے کرنا چاہتی تھیں مگر پھر یہ سوچ کر خاموش ہوگئیں کہ لندن سے واپس آنے تک کنعان کے سر سے دریہ کا بھوت اتر چکا ہوگا مگر ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔لندن سے واپسی پر جب بی جان نے کنعان

سے شادی کی بات کی تو کنعان کے منہ سے دریہ کا نام سن کر انہیں حیرت تو نہ ہوئی مگر دریہ سے نفرت کا گراف مزید بڑھ گیا۔

وہ اس بات پر کنعان سے جراح کر سکتی تھیں کہ دریہ اچھی لڑکی نہیں ہے مگر پھر چپ رہیں کہ ہو سکتا ہے کنعان پچھلے ایک سال سیاس سے رابطے میں رہا ہو اگر ایسا ہو تو پھر وہ ہرگز میری بات نہیں مانے گا۔تب ہی ان کے شیطانی دماغ میں ماریہ کا خیال آیا۔اگر میں کنعان کی شادی کہیں اور زور زبردستی سے کر بھی دوں گی تو وہ دریہ سے دوسری شادی بھی کر سکتا ہے مگر اگر اس کی شادی ماریہ سے ہو جائے پھر تو دریہ کا کوئی آپشن نہیں بچتا ناں۔یہی سوچ کر انہوں نے کنعان کو دریہ کے لیے ہاں کہی مگر وہاں جا کر ماریہ کے لیے پرپوزل دے دیا۔

آج اس واقعے کو چار سے اوپر ہو گئے تھے۔وہ دل میں خود بھی پچھتا رہی تھیں مگر زبان سے اقرار کرنا شاید جرم سمجھتی تھیں اسی لیے خاموش تھیں۔انہوں نے اگر اپنا بیٹا دریہ کا نہ ہونے دیا تو وہ ان کا اپنا بھی نہ ہو سکا۔چار سال جدائی کی سزا کم نہ تھی ان کے لیے مگر پھر بھی وہ جھکنے کو تیار نہ تھیں.....یا.....پھر شاید بیٹے سے واپسی کی توقع کر رہی تھیں۔

✿.....✿.....✿

کنعان دو دن سے گھر نہیں آیا تھا۔وہ کل صبح آفس گیا مگر شام کو واپس نہ آیا۔اگلی صبح سے شام اور شام سے رات کے بارہ بج چکے تھے مگر کنعان کا کوئی اتہ پتہ نہ تھا۔

پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کنعان ٹائم سے آفس جاتا اور ٹائم سے ہی واپس گھر آتا تھا۔

اب تو دریہ کو بھی فکر ہونے لگی تھی۔نہ جانے کہاں گیا ہو گا اللہ جی جہاں کہیں بھی ہے وہ شخص آ جائے واپس۔پتا نہیں کہاں چلا گیا وہ۔

''اونہہ۔میں کیوں پریشان ہو رہی ہوں اس ڈفر کے لیے میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔''

دریہ کی آنکھوں کے سامنے کنعان کا دلکش سراپا لہرایا۔

''نہیں ایسے بندے کو بھاڑ تو ہرگز سوٹ نہیں کرتا۔تو پھر کہاں۔''وہ گال پر انگلی رکھ کر سوچنے لگی۔

''اف۔میں یہ کیا سوچ رہی ہوں بالکل ہی مت ماری گئی ہے میری تو۔''اس نے سر پر ہاتھ مارا۔

''کہاں۔کہاں ہوگا یہ۔''

''ایک بار آجاؤ واپس چھوڑوں گی نہیں تمہیں میں۔'' دریہ نے اسے دھمکی دی۔

''کیا کروں اب میرے پاس تو اس لارڈ صاحب کا نمبر بھی نہیں اور ملازمہ بھی تین دن پہلے کام چھوڑ کر جا چکی ہے۔اب کیسے پتہ کروں اس کا۔'' وہ لاؤنج میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتی ہمکلام تھی۔

''چوکیدار۔ہاں۔اسی سے پوچھتی ہوں۔'' وہ چٹکی بجاتی باہر آئی۔

''خان تمہارے صاحب کدھر ہیں؟''

''پتہ نہیں بیگم صاب ہم کو معلوم نہیں۔''

''اچھا۔تو پھر اس کا نمبر ملا کر دو مجھے۔''

''جی ابھی دیتا ہے۔'' خان نے نمبر ملا کر سیل دریہ کی طرف بڑھایا۔

سیل آف تھا۔

''لو یہ نئی مصیبت۔تم ایک دفعہ میرے ہتھے چڑھ جاؤ کنعان لاشاری دیکھتی ہوں کون بچاتا ہے تمہیں۔'' دریہ نے دانت کچکچائے۔

''یہ لو سیل نمبر بند ہے تمہارے صاحب کا۔''

دریہ پاؤں پٹختی واپس لاؤنج میں آئی۔اب وہ واقعی پریشان ہو چکی تھی۔

''کہیں کوئی حادثہ۔'' اس کے دل میں خیال آیا۔

''نہیں۔اللہ نہ کرے۔مانا کہ وہ شخص مجھے پسند نہیں مگر اب اتنا بھی برا نہیں کہ کچھ ایسا ویسا ہو اس کے ساتھ۔اللہ جی پلیز واپس آجائے وہ۔'' دریہ آنکھیں بند کیے دعاؤں میں مشغول تھی جب گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔وہ جلدی سے باہر کی جانب بھاگی۔سامنے سے کنعان کو آتے دیکھ کر وہ بھوکی شیرنی بنے اس کی طرف لپکی۔

''ذلیل۔کمینے انسان۔کہاں تھے تم۔'' دریہ نے اس کا گریبان پکڑا۔

''تم۔تم جانتے تھے نا میں اکیلی ہوں گھر میں۔ملازمہ کام چھوڑ کر جا چکی ہے۔پھر بھی غائب رہے۔ایک کال کر دیتے تو کون سا تمہاری شان میں کمی آجاتی۔مگر نہیں تمہیں کیا۔میں مروں یا جیوں۔'' دریہ ارد گرد کی پرواہ

کیے بغیر چلا رہی تھی جبکہ کنعان کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑے ارحم اور ولید اپنے یار کی عزت افزائی سن رہے تھے۔

ولید نے آگے بڑھنا چاہا مگر ارحم نے بازو پکڑ کر روکا۔

''ابے سن چپ کر کے، تو دیکھ نہیں رہا کنعان لاشاری بھیگی بلی بنا کھڑا ہے۔ کتنا کیوٹ لگ رہا ہوگا فرنٹ سے۔'' ارحم نے دانت نکالے۔ ولید نے اسے گھوری دی۔

کنعان کی پشت تھی ان کی طرف اور دریہ لمبے چوڑے کنعان کے سامنے تھی اس لیے پیچھے کا منظر نہ دیکھ پائی۔

''بتاؤ کہاں سے عیاشیاں کر کے آئے ہو۔ پورے دو دن اور ایک رات۔ بولو۔'' دریہ نے گریبان جھنجھوڑا۔

کنعان کو لگا اگر وہ مزید کچھ دیر نہ بولا تو وہ ''ہینڈ اسپیشلسٹ'' ضرور اپنے ہاتھ کا جادو دکھا دے گی اور اب وہ اکیلا نہیں تھا پیچھے وہ دونوں بھی موجود تھے۔

''وہ۔ وہ۔'' وہ ہکلایا۔

''کیا وہ۔ وہ لگا رکھی ہے بات کرنی نہیں آتی تمہیں یا وہ بھی مجھے سکھانی پڑے گی۔'' وہ چیخی۔

''آتی ہے۔'' وہ منمنایا۔

''تو پھر پھوٹو منہ سے۔''

ارحم نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا جبکہ ولید نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

''میں تو تجھے ہی زن مرید سمجھتا تھا۔ یہ اپنے لارڈ صاحب تو تجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔'' ارحم کی زبان پر پھر سے کھجلی ہوئی۔

''منہ سیئے کیوں کھڑے ہو۔ بولتے کیوں نہیں۔'' دریہ کا دل چاہ رہا تھا کہ اسے اٹھا کر باہر پھینک دے۔

ولید سے مزید برداشت نہ ہوا تو جلدی سے آگے آیا۔

''بھابھی! وہ کنعان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔''

دریہ ولید کو دیکھ کر شرمندہ ہوئی۔

''وہ۔ کب۔ کیسے؟''

''اندر چل کر بات ہوتی ہے بھابھی کنعان کا زیادہ دیر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔'' ولید نے رسان سے کہا۔

''جی۔'' دریہ نے راستہ چھوڑا۔

ولید کنعان کو سہارا دے کر اندر کی طرف بڑھا کنعان لڑکھڑا کر چل رہا تھا۔ دریہ نے غصے میں اس کی زرد رنگت اور نڈھال جسم پر غور ہی نہ کیا۔

''السلام علیکم بھابھی۔'' وہ ارحم کی آواز پر پلٹی۔

''اف۔ یہ بھی تھا۔'' اسے مزید شرمندگی ہوئی۔

''بھابھی۔ ایکچولی وہ کنعان نے منع کیا تھا آپ کو بتانے سے اس لیے انفارم نہیں کیا آپ کو۔'' ارحم نے نہ بتانے کی وجہ بتائی۔

''اونہہ۔ میں تو مر رہی تھی نا یہاں اس کے لیے جو منع کیا۔''

''وہ کنعان کو ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ بتائی ہے بھابھی اور مجھے یقین ہے آپ اس سے ڈاکٹر کی پریسکرپشن پر عمل کروا ہی لیں گی۔'' ارحم نے مسکراتے ہوئے چھیڑا۔

دریہ نے جھکا سر مزید جھکا دیا۔

''میں اندر جا سکتا ہوں کیا؟'' شرارت سے اجازت مانگی۔

''جی۔ جی۔'' وہ جلدی سے بولی۔

''کیا چیز ہے یہ ایڈیٹ؟''

''ویسے ایک بات کہوں بھابھی۔'' وہ پھر سے مڑا۔

''جی۔'' دریہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

''بیویوں کو اسی طرح اپنے شوہر حضرات کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ جیسے آپ نے اس ڈریکولا کو۔'' ارحم شرارت سے کہہ کر قہقہہ لگاتا آگے بڑھ گیا۔

''اف۔ کس قدر بدتمیز ہے یہ تو۔ میں ایویں اسے بھلے مانس سمجھتی رہی۔ نان سینس۔'' دریہ سوچتی ہوئی کچن

کی طرف بڑھی۔اب اسے ہی آدھی رات کو بن بلائے مہمانوں کی میزبانی کرنی تھی۔

دریہ چائے اور اسنیکس لے کر کنعان کے روم میں داخل ہوئی۔

کنعان بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے آدھا لیٹا اور آدھا بیٹھا تھا۔اس دشمن جاں کو آتے دیکھ کر سر سے پاؤں تک دل میں اتارا۔دو دن سے یہ چہرہ نہیں دیکھا تھا۔یوں لگ رہا تھا نجانے کتنے دن ہو گئے ہوں اس من موہنے گلابی چہرے کو دیکھے۔

دریہ اس کی نظروں کی تپش محسوس کر چکی تھی مگر ارحم اور ولید کی وجہ سے چپ رہی۔اس نے تینوں کو چائے سرو کی۔

''سوری بھابھی۔ہم نے اس وقت آپ کو ڈسٹرب کیا۔'' ولید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں ڈسٹربینس کیسی۔میں جاگ ہی رہی تھی۔'' دریہ نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

''بھابھی! آپ چائے نہیں لے رہیں اچھی نہیں بنی کیا۔'' ارحم نے مسکراہٹ دباتے پوچھا۔

''نہیں میں رات کو چائے نہیں پیتی۔'' دریہ نے بظاہر مسکرا کر ہی کہا مگر دل میں اسے دو چار گالیوں سے نوازا۔

کنعان آج پہلی دفعہ دریہ کے ہاتھ کا بنا کچھ پی رہا تھا۔اسی لیے خوب مزے سے چسکیاں لے رہا تھا۔

''ویسے بھابھی! آپ کے ہزبینڈ کو ڈاکٹر نے لائٹ چیزیں بتائی ہیں لائک بریڈ،سوپ۔لہٰذا ایسی ہی چیزیں دیجیے گا اس چٹخورے کو۔'' ارحم کنعان کو مزے سے چسکیاں لیتے دیکھ چکا تھا اسی لیے اسے چھیڑا۔

کنعان مسکرا دیا۔

''اوکے۔ہم چلتے ہیں اب تو اپنا خیال رکھنا۔ہاں۔'' ولید خالی کپ رکھ کر کھڑا ہوا۔

''کیوں بھئی۔یہ کیوں رکھے گا خیال۔اسے صرف ریسٹ کرنی ہے اور خیال بھابھی کو رکھنا ہے۔کیوں بھابھی،ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں میں۔'' ارحم نے مسکراتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔

''بھابھی!اس ڈفر کی باتوں کا مائینڈ مت کیجیے گا۔ایویں فضول بولتا ہے یہ۔''

''ایگزیکٹلی۔'' دریہ نے دل میں کہا۔

''ہمیں نکلنا چاہیے اب۔ لیٹ ہوں رہے ہیں۔'' ولید نے گھڑی دیکھی۔

''ہاں بھئی، بھابھی انتظار کر رہی ہوں گی تیری کلاس لینے کے لیے۔'' ارحم کہہ ولید سے رہا تھا مگر ہنسی دباتا دیکھ دریہ کو رہا تھا۔

''نان سینس۔ اسٹوپڈ۔'' دریہ نے ہلکی سی سرگوشی کی۔

''چل اب تیرے گھر والے بھی انتظار کر رہے ہوں گے تیرا۔'' ولید نے اس کی گردن دبوچی۔

''ہماری ایسی قسمت کہاں کہ کوئی انتظار کی سولی پر لٹکے۔'' ارحم نے اک ادا سے کہا۔

اس کی ادا پر سب مسکرا دیے۔ ولید خدا حافظ کہتا ارحم کو گھسیٹتا باہر نکل گیا۔ اب کمرے میں وہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔ کچھ دیر بعد کنعان نے ہی خاموشی کو توڑا۔

''دریہ! تم جا کر سو جاؤ۔''

''اونہہ۔ تمہیں کیا لگا تمہارے ایکسیڈنٹ کا سن کر میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا جو انفارم کرنے سے منع کیا۔'' دریہ پھر سے ادھوری کلاس لینے لگی۔

''نہیں۔ بس ایسے ہی۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ اس لیے۔''

''ہاں۔ ہاں۔ تمہیں کیوں مناسب لگے گا میری ویلیو ہی کیا ہے تمہاری نظر میں۔ جو بتاتے مجھے۔''

کنعان نے حیرت سے اس دھوپ چھاؤں سی لڑکی کو دیکھا۔ جو پل میں کچھ کہہ رہی تھی اور پل میں کچھ اور۔

''ہوا کیسے ایکسیڈنٹ؟'' وہ اس کا زرد چہرہ دیکھ کر دھیمی پڑی۔

''وہ تھوڑی فاسٹ سپیڈ کی وجہ سے۔''

''تو مت چلایا کرو گاڑی اگر چلانی ہی نہیں آتی ڈرائیور رکھ لو کوئی۔''

''میں جا رہی ہوں سونے۔ کل بھی سو نہیں پائی تمہاری وجہ سے۔ مجھے تمہاری تیمارداری کا کوئی شوق نہیں اس لیے جس چیز کی بھی ضرورت ہو خود ہی لے لینا اور ہاں میڈ کا انتظام بھی کر لو۔ مجھ سے کوئی توقع مت رکھنا کہ تمہاری خدمت کروں گی۔ سمجھے۔'' دریہ ایک ہی سانس میں کہتی کمرے سے نکل گئی کنعان اس کے نان اسٹاپ

بولنے پر مسکرادیا۔

صبح جب دریہ کچن میں آئی تو کنعان وہاں پہلے سے موجود تھا۔شاید چائے بنارہا تھا اپنے لیے۔
دریہ نے اس کی پشت سے اس کا جائزہ لیا۔گیلے بال بکھرے ہوئے تھے جنہیں کنگھی کرنے کی زحمت نہ کی گئی۔ٹراؤزر کا ایک پائنچہ گھٹنے سے اوپر تھا۔آدھی ٹانگ اور پاؤں پر پٹی بندھی تھی جس کی وجہ سے ٹراؤزر نیچے نہیں ہوسکا تھا۔

وہ بمشکل کھڑا تھا۔۔دریہ کو اس پر ترس آیا۔اسی لیے آگے بڑھی۔

''لاؤ میں بنادیتی ہوں۔'' وہ برابر آکر بولی۔

''نہیں۔میں کرلوں گا۔'' وہ خفا خفا سا بولا۔

''چھوڑو اسے کہاں میں بنادیتی ہوں۔'' دریہ نے ساس پین کا ہینڈل پکڑا۔کنعان بھلا کیسے ٹال سکتا تھا دریہ صاحبہ کی بات اسی لیے پیچھے ہٹا۔

''تمہیں سٹیئرز نہیں اترنی چاہئیں تھیں۔''

''میں ٹھیک ہوں۔'' کنعان اس کے فکرمند لہجے پر مسکرادیا۔

دریہ نے چائے اور بریڈ کی ٹرے اس کے سامنے رکھی۔

''فی الحال یہ کھالو میں سوپ بناتی ہوں ابھی۔''

''نہیں تم رہنے دو میں نے ولید سے میڈ کا کہہ دیا ہے وہ بھیج دے گا اپنی میڈ جب تک کوئی انتظام نہیں ہوتا۔''

''تم سے مشورہ نہیں مانگا میں نے۔'' دریہ نے تڑخ کر جواب دیا۔

کنعان چپ چاپ ناشتہ کرنے لگا۔

''دریہ۔'' کچھ دیر بعد پیار سے پکارا۔

دریہ خاموش رہی۔

''دریہ۔'' پھر سے پکارا۔

''کیا تکلیف ہے تمہیں۔ چپ چاپ ناشتہ نہیں کر سکتے ہو کیا۔''

''مجھے ایک بات پوچھنی ہے۔'' اجازت مانگی گئی۔

''پوچھو۔'' احسان کیا گیا۔

''یہ تم مجھے تم کہہ کر کیوں مخاطب کرتی ہو۔ کافی سال بڑا ہوں میں تم سے۔''

''اب اس میں میرا کیا قصور کہ تم مجھ سے پہلے اس دنیا میں آ گئے۔ ویسے بھی آپ انہیں کہا جاتا ہے جن کی کوئی عزت ہو ہماری نظر میں۔ اور میری نظر میں تمہاری کوئی عزت نہیں۔'' دریہ نے تفصیل سے سمجھایا۔

''میری عزت کیوں نہیں تمہاری نظر میں۔'' کنعان نے مسکراہٹ دباتے پوچھا۔

''میرا سر مت کھاؤ، چپ چاپ ناشتہ کرو سمجھے۔''

''پہلے تو تم مجھے آپ کہتی تھی۔'' وہ مزید بولا۔

''اوہیلو مسٹر، کب میں نے تمہیں آپ کہہ کر مخاطب کیا۔'' وہ مڑی۔

''وہ جب میں میرب کو ہاسٹل چھوڑنے گیا تھا ایک دو دفعہ تب۔''

''تب میں نے کیا کہنے کے لیے تمہیں آپ کہا تھا۔'' دریہ ہاتھ میں چاقو لیے اس کی طرف بڑھی جس سے وہ پیاز کاٹ رہی تھی۔

کنعان جانتا تھا کہ تب دریہ بولی ہی کب تھی جو آپ کہتی وہ تو جان بوجھ کر بات بڑھا رہا تھا تاکہ اس کے لڑاکے انداز سے محظوظ ہو سکے۔

''بتاؤ اب۔'' دریہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے چاقو لہرایا۔

''یار اسے تو پیچھے کرو۔'' کنعان نے اس کا چاقو والا ہاتھ پکڑا۔

''چھوڑو۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔'' دریہ نے دوسرے ہاتھ سے اس کے بکھرے بال مٹھی میں جکڑ کر پوری طاقت سے کھینچے۔

''اوئی ماں۔ کس قدر ظالم بیوی ہو تم۔ یہ لو چھوڑ دیا۔'' کنعان نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

''اپنی سلامتی چاہتے تو نکلو یہاں سے ورنہ۔'' دریہ نے چاقو پھر سامنے کیا۔

''جارہا ہوں بھئی۔ ہٹاؤ اسے۔''

وہ آہستگی سے چلتا دروازے کے پاس جا کر مڑا۔

''مجھے مرنا نہیں تمہارے ہاتھوں ابھی تو بہت سا جینا ہے۔''

دریہ نے اس کی بات پر اس کی طرف دیکھا۔

''وہ کیا ہے ناں کہ مجھے ابھی بہت سا۔ا۔ا جینا ہے تمہارے اور اپنے آنے والے بچوں کیساتھ۔'' کنعان جلدی سے کہہ کر قہقہہ لگاتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ پیچھے دریہ منہ کھولے اس کی جرأت پر حیران سی کھڑی تھی۔

✿.....✿.....✿

''بی جان! میں ہرگز یہ شادی نہیں کروں گی۔'' میرب بی جان کے سامنے بیٹھ کر بولی۔

بی جان آج کل اس کی شادی کی تیاریوں میں بزی تھیں۔

''کیا اول فول بک رہی ہو۔ کیوں نہیں کرو گی شادی۔'' بی جان نے گھورا۔

''اگر بھائی میری شادی میں شامل نہ ہوئے تو نہیں کروں گی میں۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''ہاں تو بلالو۔ میں نے کب روکا ہے۔''

''آپ جانتی ہیں وہ ہم سے خفا ہو کر گئے تھے۔ اور صرف کاشان اور حسان بھائی سے رابطے میں ہیں۔''

''تو تم ان دونوں سے کہہ دو وہ بلالیں گے اسے۔'' بی جان نے مشورہ دیا۔

''بی جان! ہم چلتے ہیں ناں کنعان بھائی کو لینے۔''

''تم چلی جاؤ کمال کیساتھ، میں ان کو کہہ دیتی ہوں۔''

''آپ بھی ساتھ چلیں بی جان۔'' وہ بضد ہوئی۔

''نہیں، میں نہیں جاؤں گی تم لوگ چلے جانا۔'' وہ دل کی حالت کے برعکس بولیں۔

''آپ کیوں نہیں؟ بی جان چار سال کافی ہیں اس سزا کے لیے۔'' وہ افسردہ ہوئی۔

''وہ بیٹا ہے اسے آنا چاہیے تھا۔'' شکوہ کیا گیا۔

''ان کے ساتھ زیادتی کی گئی۔'' وہ بھائی کی حمایتی بنی۔

''تمہیں اجازت دی ہے ناں چلی جانا۔''

''چار سال سے ہم نے کنعان بھائی کو نہیں دیکھا بی جان۔ میں تو۔'' میرب کے آنسو پھسلے۔

بی جان کے دل کو کچھ ہوا اکلوتی بیٹی کے آنسو دیکھ کر۔ ویسے بھی وہ تو خود چاہتیں تھیں کہ کنعان واپس آجائے کسی طرح۔

''اچھا رونا بند کرو میں چلوں گی ساتھ۔''

''سچ بی جان۔'' میرب آنسو پونچھ کر ان کے پاس آئی۔

''ہاں سچ۔'' انہوں نے سر ہلایا۔

''یو آر سو سویٹ بی جان آئی رئیلی لو یو۔'' میرب نے خوش ہو کر ماں کے گال چومے۔

بی جان بھی اسے ساتھ لگا کر مسکرا دیں۔

کنعان کو کمرے میں بند ایک ہفتے سے اوپر ہو گیا تھا۔ زخم کافی حد تک مندمل ہو چکے تھے۔ اب تو وہ اس بیڈ ریسٹ سے سخت تنگ آچکا تھا۔

جب سے میڈ آئی تھی۔ وہ دشمن جاں بھی بہت کم کم ہی کمرے میں آتی۔ کنعان کے لیے پرہیزی کھانا بناتی تو خود تھی مگر بھیجتی ملازمہ کے ہاتھوں ہی تھی۔

ارحم اور ولید بھی ایک دو دن بعد آکر چکر لگا جاتے مگر کنعان اب اس بورڈ روٹین سے اکتا چکا تھا اسی لیے آج وہ آفس جانے کے لیے تیار تھا۔

لاؤنج میں بیٹھی دریہ اسے تیار شیار دیکھ کر اس کی طرف آئی۔

''کہاں جا رہے ہو۔'' دریہ نے سینے پر بازو لپیٹ کر پوچھا۔

''آفس۔'' مختصر جواب آیا۔

''آفس۔ آفس کیوں؟''

''کس لیے جاتے ہیں آفس۔'' اطمینان سے پوچھا گیا۔

''تم نہیں جاسکتے۔ سمجھے۔''

''کیوں نہیں جاسکتا۔'' کنعان نے بھی اسی کے انداز میں بازو باندھے۔

''تمہیں ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ بتائی ہے۔''

''تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔'' روکھا سا جواب آیا۔

''کہا ہے ناں نہیں جاؤ گے تو بس نہیں جاؤ گے۔'' وہ بضد تھی۔

''جب مجھے اپنا شوہر ہی تسلیم نہیں کرتی ہو تو پھر بیویوں والا رعب کیوں جماتی ہو۔'' کنعان نے آنکھیں اس کی حیرانگی سے بھری آنکھوں میں گاڑیں۔

''بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے۔'' دریہ غصے سے کہتی روم کی طرف بڑھی۔

کنعان مسکراتا ہوا آفس کے لیے نکل گیا۔

''اسے کیا ہوا جو ٹکے ٹکے جواب دے رہا ہے آج۔ دماغ پر تو چوٹ نہیں آگئی بدتمیز کے۔ اونہہ مجھے کیا دفع دور۔''

دریہ بیڈ پر بیٹھی پاؤں زور زور سے جھلاتی بھڑاس نکال رہی تھی۔ تقریباً بارہ بجے کا وقت تھا جب ملازمہ دریہ کے روم میں ناک کر کے آئی۔

''بی بی جی۔ مہمان آئے ہیں، میں نے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے۔''

''کون مہمان۔'' وہ حیران ہوئی۔

''پتہ نہیں جی۔ ایک مرد، عورت اور لڑکی ہیں۔ شاید صاحب کے جاننے والے ہیں کوئی۔''

''اچھا ٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں۔''

''جی۔'' ملازمہ پلٹ گئی۔

''کون آگئے مہمان۔'' دریہ سوچتی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ اور سامنے موجود کمال لاشاری، بی جان اور میرب کو دیکھ کر ساکت ہوگئی۔ اسی اثناء میں اُن تینوں کی نظر بھی دروازے میں سٹل کھڑی دریہ پر پڑی۔

اب ساکت ہونے کی باری ان کی تھی۔

دریہ، کنعان کی فیملی کو دیکھ کر اور وہ سب دریہ کو کنعان کے گھر دیکھ کر ساکت تھے۔اس سکوت کو میرب کی آواز نے توڑا۔

''دریہ تم یہاں۔'' وہ حیرانگی سے بھرپور آواز میں بولی۔

''ہاں میں یہاں۔'' دریہ خود کو کمپوز کر چکی تھی اس لیے ریلیکس سی آگے بڑھتی بولی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو لڑکی۔'' بی جان نے کڑک دار آواز میں پوچھا۔

''اپنے بیٹے سے پوچھ لیجئے گا۔میں اسے آپ کی آمد کا بتا دیتی ہوں۔'' دریہ لاپرواہی سے کہتی واپس مڑی۔

بی جان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر دیں۔جس لڑکی سے وہ نفرت کرتی تھیں وہ ان کے بیٹے کے گھر میں ہی موجود تھی۔پر کس حیثیت سے اور کب سے۔یہ سوال وہاں موجود تینوں نفوس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔

''لو جی۔صبح وہ لارڈ صاحب منہ ماری کر کے گئے ہیں۔اور اب یہ عذاب آ گیا۔اللہ خیر ہی کرے۔'' دریہ نے سوچتے ہوئے کنعان کا نمبر ڈائل کیا۔بیل جا رہی تھی مگر وہ پک نہیں کر رہا تھا۔

''یہ۔یہ ایڈیٹ۔نجانے خود کو کیا سمجھنے لگا ہے۔دیکھ لوں گی سب کو۔''

تیسری دفعہ کرنے پر کال رسیو کی گئی۔

''کہاں تھے تم؟'' تیز آواز میں پوچھا۔

''صبح کہاں گیا تھا؟'' ہنوز صبح والا روکھا لہجہ۔

''میری طرف سے جہاں بھی جاؤ۔مگر اس وقت گھر آؤ۔کیونکہ تمہاری معزز فیملی تشریف لائی ہے کچھ دیر پہلے۔''

''میری فیملی؟'' وہ حیران ہوا۔

''جی بالکل۔آپ ہی کی فیملی۔میری فیملی کو تو تم لوگ کھا گئے اب تمہاری ہی زندہ ہے۔'' دریہ نے طنزیہ کہا۔

''کون کون؟'' وہ ابھی بھی بے یقین تھا کہ اچانک کیسے؟ کاشان یا حسان میں سے تو کسی نے نہیں بتایا آنے کا۔

''میں تمہاری سیکرٹری نہیں۔جو کمپلیٹ انفارمیشن دیتی رہوں۔آ کر دیکھ لو۔'' دریہ نے کہہ کر کھٹاک سے فون رکھ دیا۔

''سکینہ۔'' اس نے کچن میں آ کر ملازمہ کو پکارا۔

''جی۔بی بی جی۔''

''مہمانوں کو چائے سرو کرو۔اور ہاں کھانے کا انتظام بھی کر لو۔تمہارے صاحب کے گھر والے ہیں وہ۔''

''جی بی بی جی۔میں کر لیتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔میں اپنے کمرے میں ہوں۔''

''جی اچھا۔''

دریہ کمرے میں آ گئی۔

''اب کیا ہوگا۔بی جان کا لہجہ تو آج بھی میرے لیے ویسا ہی ہے حقارت زدہ۔اگر انہوں نے کنعان کو فورس کیا کہ مجھے طلاق۔نن۔نہیں۔میں۔میں کہاں جاؤں گی اب۔کیا کنعان مجھے چھوڑ سکتا ہے۔اگر۔ہاں تو پھر؟ نہیں۔نہیں اللہ جی رحم کرنا۔اب مزید کچھ برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔میرے مالک۔رحم کر مجھ پر۔رحم۔'' دریہ اپنے رب سے دعا گو تھی۔

✿.....✿.....✿

''یہ لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے؟'' بی جان نے خاموشی کو توڑا۔

''مجھے کیا پتہ، میں بھی آپ کے ساتھ ہی آیا ہوں۔'' کمال لاشاری بولے۔

''آپ کو کاشان نے کچھ بتایا ہو۔''

''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں کی اس نے۔بس خیر خیریت ہی معلوم کرتا تھا میں اس سے۔''

''بی جان کہیں بھائی نے خود ہی دریہ سے شادی تو نہیں کر لی؟'' میرب بات کی تہہ تک پہنچی۔

''کیا اول فول بک رہی ہو۔ کنعان ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ بھی بتائے بغیر۔'' بی جان اتنا کچھ کر کے بھی بیٹے سے فرمابرداری کی امید رکھتی تھیں۔

''ہاں لیکن۔'' گاڑی کے ہارن نے میرب کو بریک لگائی۔

''لگتا ہے بھائی آ گئے۔'' وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔ خوش ہونا بھی چاہیے تھا آخر کو چار سال کم نہیں ہوتے جدائی کے۔

دریہ ہارن سن کر لاؤنج میں آئی۔

''السلام علیکم۔'' کنعان کی سپاٹ سی آواز سنائی دی۔ دریہ نے سر ہلا کر جواب دیا۔

''کہاں ہیں؟''

''ڈرائنگ روم میں۔''

''تم گئی؟''

''گئی تھی۔''

''پھر۔''

''پھر کیا۔ تمہاری ماں اور بہن میری موجودگی کی وجہ پوچھ رہی تھیں۔''

''کیا کہا تم نے؟''

''کہہ دیا اپنے بیٹے سے پوچھ لیجیے گا۔''

''اوکے۔ آؤ میرے ساتھ۔''

''میں۔'' دریہ نے اپنی طرف انگلی کی۔

''ہاں تم۔ آؤ۔''

''میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔ تم ہی جاؤ۔''

''تم۔آؤ۔'' کنعان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈرائنگ روم کا رخ کیا۔

کنعان نے ڈرائنگ روم میں بی جان، بابا اور بہن کو صوفے پر بیٹھے دیکھا۔

''السلام علیکم۔'' مشترکہ سلام کیا۔

باپ اور بہن کی طرف سے جواب آیا جبکہ بی جان خاموش رہیں۔

دریہ کا ہاتھ اب بھی کنعان کے ہاتھ میں تھا۔نہ تو کنعان نے چھوڑا اور نہ ہی دریہ نے چھڑوانے کی کوشش کی۔اسے اپنے ہاتھ کو کنعان کے مضبوط ہاتھ میں دیکھ کر انجانے سے تحفظ کا احساس ہوا تھا۔

کنعان سامنے والے صوفے پر بیٹھا۔ساتھ ہی دریہ کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

دریہ کو کنعان کا ہاتھ چھوڑنا تکلیف دہ لگا۔ابھی تو وہ اس کے تحفظ کو اچھی طرح محسوس بھی نہیں کر پائی تھی کہ کنعان نے ہاتھ چھوڑ دیا۔وہ نامحسوس انداز میں کنعان کے قریب ہو کر بیٹھی۔

وہاں فی الحال خاموشی تھی۔

''کیسے ہو؟'' کمال لاشاری کی آواز سے خاموشی ٹوٹی۔

''ٹھیک ہوں۔'' مختصر جواب آیا۔

''بھائی ہم نے آپ کو بہت مس کیا۔آپ نے تو پلٹ کر پوچھا تک نہیں۔'' میرب روہانسی ہوئی۔

کنعان نے کوئی جواب نہ دیا۔

''آپ لوگوں کے یہاں آنے کی وجہ جان سکتا ہوں؟'' چند منٹ بعد کنعان نے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔

''میرب کی شادی ہے۔ہم اسی لیے آئے ہیں تمہیں لینے۔'' کمال لاشاری نے آنے کی وجہ بتائی۔

''شادی میری غیر موجودگی میں بھی ہو سکتی تھی۔''

دریہ اس ساری گفتگو میں خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی۔

''ہو سکتی تھی مگر تمہاری بہن کی خواہش تھی کہ وہ شادی تمہاری موجودگی میں ہی کرے گی۔'' بی جان نے لب

کشائی کی اور واضح کیا کہ میں اپنے لیے نہیں بلکہ بیٹی کے لیے آئی ہوں یہاں۔

''ہم آجائیں گے۔'' کچھ دیر بعد کنعان نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

''ہم۔'' بی جان نے اس کے ''ہم'' کو لمبا کیا۔

''جی۔ میں اور دریہ۔'' کنعان نے ''ہم'' کی وضاحت کی۔

''کیا لگتی ہے یہ لڑکی تمہاری؟'' بی جان نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

دریہ کو اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں گونجتی سنائی دے رہی تھی۔

''یہ لڑکی میری بیوی ہے۔'' کنعان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بم پھینکا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟''

''ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔ میرب کی شادی میں، میں اپنی بیوی کو لے کر آؤں گا۔''

''ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ یہ لڑکی میری بہو بننے کے قابل نہیں۔'' بی جان حقیقت جان کر آگ بگولا ہوئیں۔ ان کو لگا انہوں نے چار سال پہلے دریہ کے بارے میں جو اندازہ لگایا تھا وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اس نے واقعی ان کے بیٹے کو پھانس رکھا تھا۔ وہ ایک آوارہ اور بے حیا لڑکی تھی ان کی نظر میں۔

''لیکن میری بیوی بننے کے قابل تھی اسی لیے آج یہاں مسز دریہ کنعان کی حیثیت سے موجود ہے۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو پھر میں آپ سے معذرت کرتا ہوں شادی میں آنے کے لیے۔''

دریہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی۔ اس شخص نے جسے وہ اپنا دشمن سمجھتی رہی، اسی نے آج اس کی ذات کو معتبر کر دیا تھا۔ وہ احسان مند ہو چکی تھی اس شخص کی۔

''کب کی تم نے شادی۔'' کمال لاشاری نے پوچھا۔

''چار ماہ پہلے۔''

اب کے پھر سے سب کو شاک لگا۔

''صرف چار ماہ پہلے۔''

''تم ہمیں بتا سکتے تھے۔''

''بتانے کا کیا فائدہ ہوتا جب آپ لوگوں نے ایکسیپٹ ہی نہیں کرنا تھا۔'' کنعان نے بی جان کو دیکھ کر کہا۔

''ہم ایکسیپٹ کر چکے ہیں۔تمہارے اور تمہاری بیوی کے لیے لاشاری پیلس کے دروازے کھلے ہیں۔اس لیے تم دونوں جب چاہو آسکتے ہو۔''

''یہ۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔'' بی جان حیران ہوئیں۔

''ٹھیک کہہ رہا ہوں۔اگر کنعان کی پسند اور مرضی یہی ہے تو مجھے قبول ہے۔'' کمال لاشاری دھیمے لہجے میں بولے۔

''لیکن مجھے قبول نہیں۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولیں۔

''کنعان! میں کہہ رہا ہوں تم سے۔تم اور دریہ دونوں میرب کی شادی میں آؤ گے۔چاہے کوئی بھی روکے۔لیکن نہ آنے کی صورت میں، میری میت کو کندھا دینے بھی مت آنا۔سمجھ گئے۔'' کمال صاحب نے ایموشنل بلیک میل کیا۔

''کیا کہہ رہے ہیں بابا۔جب آپ نے مجھے دریہ سمیت قبول کر لیا ہے تو میں بھی ماضی کو یاد کر کے مستقبل خراب کرنا نہیں چاہتا۔ہم ضرور آئیں گے۔کیوں بی جان؟'' کنعان نے وضاحتی بات کر کے ماں سے تائید چاہی۔

''تمہارے باپ کا گھر ہے وہ۔جب چاہے آجا سکتے ہو۔میری کیا حیثیت؟''

''آپ بلاوجہ بات کو غلط رخ دے رہی ہیں۔ہم اپنی زندگی اپنی مرضی سے جی چکے ہیں۔اب ہمارے بچوں کی باری ہے۔اس لیے ضد مت کریں۔اور دل بڑا کر کے بچوں کو ان کی خوشیوں سمیت قبول کریں۔'' کمال صاحب نے بیوی کو رسانیت سے سمجھایا۔

''آپ کر چکے قبول کافی ہے۔میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہیے۔''

''آج کیوں۔آج تو رکیں۔'' کنعان ماں کی بات سن کر جلدی سے بولا۔

''نہیں۔تمہیں تمہارا گھر تمہاری بیوی سمیت مبارک ہو۔ہم اپنے گھر ہی بھلے۔'' بی جان نے طنزیہ کہا۔

''یہ آپ کے بیٹے کا بھی گھر ہے۔بی جان اگر سمجھیں تو۔''

''کمال صاحب آپ نے چلنا ہے یا میں ڈرائیور کیساتھ چلی جاؤں۔''انہوں نے کنعان کی بات کو اگنور کیا۔کمال نے بیوی کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔

''اچھا بیٹا۔ہم چلتے ہیں۔تم لوگوں نے آنا ہے شادی سے پہلے ہی۔ہم انتظار کریں گے۔''کمال کھڑے ہوئے۔

''بابا کھانا تو کھا کر جایئے۔پلیز۔''

''نہیں بیٹا۔پھر آئیں گے بتا کرتا کہ ہماری بہو اپنے ہاتھوں سے کھانے پانی کا بندوبست کرے اور ویسے بھی چائے کیساتھ اتنے لوازمات موجود تھے اب کھانے کی گنجائش نہیں۔''انہوں نے مسکرا کر دریہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔''بیٹا یہ تمہارے لیے شادی کا گفٹ ہے۔ہمارے بیٹے نے ہمیں اس قابل نہیں جانا کہ انفارم کرتا مگر ہمیں کوئی شکوہ نہیں ہے۔تم دونوں کی خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے۔خدا سلامت رکھے تم دونوں کو۔لو پکڑو یہ۔''

''نن۔نہیں۔''دریہ نے کئی ہزار ہزار کے نوٹ دیکھ کر منع کیا۔

''دریہ!لے لو۔''

کنعان کے کہنے پر دریہ نے خاموشی سے لے لیے۔

''اچھا پھر ملاقات ہوتی ہے۔ہاں۔''کمال بیٹے سے بغلگیر ہوئے۔

''جی ضرور۔''وہ مسکرایا۔

بی جان بنا سلام دعا کے ہی باہر نکل چکی تھیں۔

''تم پریشان مت ہو۔میں کرلوں گا بات تمہاری ماں سے۔''کمال نے بیٹے کو تسلی دی۔

''جی بابا۔''

''او کے بھائی۔خدا حافظ۔''

''خدا حافظ۔''کنعان نے آہستگی سے کہا۔

''کیا ابھی تک خفا ہیں بھائی۔''میرب شرمندہ سی بولی۔

''نہیں۔''

''تو پھر اس طرح تو کبھی بھی۔'' وہ رو دی۔

''میرب۔ میرو۔ میں خفا نہیں ہوں مائی ڈول۔'' کنعان نے میرب کو ساتھ لگا کر چپ کروایا۔ دریہ یہ سین دیکھ کر فوراً کمرے سے نکلی۔

اس کے انداز پر وہ دونوں چونکے۔

''دریہ خفا ہے مجھ سے پر آپ فکر مت کریں میں منالوں گی۔ بس آپ شادی سے ایک ہفتہ پہلے آئیں گے گھر۔''

''او کے سویٹ ہارٹ۔ ہم ضرور ایک ہفتہ پہلے ہی آئیں گے۔'' کنعان نے مسکراتے ہوئے کہہ کر بہن کہ سر پر بوسہ دیا۔

وہ بھی مسکرا دی۔

دوپہر سے رات ہوگئی مگر دریہ لاشاری فیملی کے جانے کے بعد کمرے سے نہیں نکلی۔

''صاحب جی۔ دریہ بی بی کہہ رہی ہیں کہ انہیں بھوک نہیں ہے۔'' وہ لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا جب ملازمہ نے اطلاع دی۔

''کیوں؟''

''پتہ نہیں جی۔''

''لنچ کیا تھا؟''

''نہیں جی۔ نہ لنچ کیا اور نہ ہی ناشتے کے بعد اور کچھ کھایا ہے۔'' سکینہ نے تفصیلی بیان دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔''

''جی اچھا۔'' سکینہ چلی گئی اور کنعان بھوک ہڑتال کی وجہ سوچتا۔ اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔ دریہ بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے میگزین پڑھنے میں مصروف تھی۔ ایک نظر کنعان کو دیکھا اور پھر سے مصروف ہوگئی۔

کنعان مسکرا کر قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس نے پاؤں سمیٹے۔

''آہمم۔'' کنعان نے گلا کھنکارا۔دد کیا بھوک ہڑتال کی وجہ جان سکتا ہوں۔''

وہ خاموش رہی۔

''دریہ۔''

اس کی چپ پر کنعان نے اس کے ہاتھ سے میگزین چھینا۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ۔'' وہ چیخی۔

''آہستہ بولو۔بہرہ نہیں ہوں میں۔''

''کیا کرنے آئے ہو۔نکلو یہاں سے۔''

''نکل جاؤں گا۔پہلے خود ساختہ بھوک ہڑتال کی وجہ بتادو۔'' کنعان نے دریہ کے پیچھے سے تکیہ اٹھا کر اپنے پیچھے رکھا اور ترچھا لیٹ کر رخ اس کی جانب کیا۔

دریہ تو اس کے فری انداز پر ہی حیران تھی۔

''اوئے۔اٹھو یہاں سے۔بدتمیز انسان تمہیں کسی لڑکی کے کمرے میں بیٹھنے کے مینرز نہیں ہیں۔'' وہ چڑ کر بولی۔

''جناب!وہ لڑکی مابدولت کی بیگم ہوتی ہے۔'' کنعان نے مسکراہٹ روک کر کہا۔

''اونہہ۔شکل دیکھی ہے اپنی۔''

''الحمدللہ۔بہت پیاری ہے۔'' وہ شرارت سے بولا۔

''کس نے کہا؟''

''کسی نے نہیں مگر میں جانتا ہوں۔''

''اسی لیے خوش فہمی ہے۔''

''کیوں اچھی نہیں ہے کیا۔'' معصومیت سے پوچھا گیا۔

''میرا سر مت کھاؤ۔جاؤ یہاں سے۔''

''چلو پہلے کھانا کھالو پھر سو جانا۔''

''نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے۔''

''کیوں بھوک نہیں۔ سکینہ بتا رہی تھی ناشتے کے بعد سے کچھ نہیں کھایا تم نے۔''

''میری فکر مت کرو۔ اپنے گھر والوں سے صلح کا جشن مناؤ۔'' وہ طنزیہ ہوئی۔

''اوہ۔ تو اصل وجہ یہ ہے۔''

''نکلو یہاں سے۔'' دریہ نے تکیہ واپس کھینچا۔

''چلا جاتا ہوں یار۔ دھکے کیوں دے رہی ہو۔''

''تم اسی قابل ہو۔''

''اچھا، میرب کی شادی کے لیے شاپنگ کر لینا۔'' کنعان سیدھا ہو کر بولا۔

''تمہاری بہن کی شادی ہے۔ جو مرضی آئے کرو۔''

''میری بہن تمہاری نند ہے۔''

''میں نہیں مانتی کسی نند وند کو جب تمہیں ہی اپنا شوہر تسلیم نہیں کیا تو وہ کس رشتے سے نند ہوئی۔''

''الف دریہ۔ میں چاہوں تو ابھی تمہیں منکوحہ سے بیوی بنا لوں پھر کیسے شوہر تسلیم نہیں کرو گی تم مگر۔'' وہ رکا۔

''مگر کیا۔ کیا کرو گے تم۔ ہاں۔'' دریہ نے اس کے سینے پر مکا مارا۔ ''زبردستی کرو گے تم۔ ہاں کرو زبردستی۔ کرو۔ میرا کون سا باپ، بھائی ہے جو تم سے جواب دہی کرے گا۔ لاوارث ہوں۔ کرو جو کرنا ہے۔ کر لو۔ کر لو اپنی ہوس پوری۔ جس کی خاطر دھوکے سے نکاح کیا ہے تم نے۔''

چٹاخ۔ خ۔ خ۔ کنعان کا بھاری ہاتھ اٹھا اور دریہ کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔ دریہ گال پر ہاتھ رکھے، منہ کھولے کنعان کو دیکھ رہی تھی۔ کم از کم اس شخص سے اسے تھپڑ کی امید نہ تھی۔ اندر کہیں دل کے پاس بہت کچھ ٹوٹا تھا۔ وہ دوپہر سے اب تک نجانے کتنا کچھ سوچ چکی تھی اس رشتے کو لے کر اور کنعان نے ایک پل میں ہی اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا۔

''میں ہوس پرست ہوں۔'' کنعان نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ ''دیکھو۔ دیکھو ادھر۔'' اس نے دریہ کا منہ اوپر اٹھایا۔ ''دیکھو ہوس پرست لگتا ہوں کیا؟''

دریہ صرف ایک پل اس کی لال انگارہ آنکھوں میں دیکھ سکی۔

''میری پاکیزہ محبت کو ہوس کا نام دے رہی ہو۔ جانتی ہو ہوس کسے کہتے ہیں؟'' وہ چلایا۔

''اونہہ۔ اگر جانتی تو کم از کم اس طرح مجھے اور میری محبت کو گالی نہ دیتی تم۔ جانتی ہو کب سے محبت کرتا ہوں تم سے۔ پانچ سال سے۔ پانچ سال سے تمہیں سوچ رہا ہوں۔ تمہیں چاہ رہا ہوں۔ جب۔ جب پہلی بار دیکھا تھا۔ تب سے۔ اگر اپنی ہوس پوری کرنی ہوتی نا۔ دریہ بی بی تو وہ میں بنا نکاح کے بھی کر سکتا تھا۔ کیا روک سکتی تھی تم؟'' وہ آپے سے باہر ہوا۔

دریہ سر جھکائے منہ سیئے کھڑی تھی۔ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا کون روک سکتا تھا اسے من مانی کرنے سے۔ اس نے تو نکاح کے باوجود بھی کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی تھی۔

''چلو اچھا ہوا۔ تمہارے منہ سے خود کے لیے یہ الفاظ سن کر مجھے میری اوقات تو پتہ چل گئی تمہاری نظر میں۔'' وہ استہزائیہ ہنسا۔

''اگر تم مجھے شوہر تسلیم نہیں کرتی ہو تو ٹھیک ہے میں بھی کسی زبردستی کا قائل نہیں۔ جب کہو گی میں تمہیں اس نام نہاد رشتے سے آزاد کر دوں گا۔ یوں تو پھر یوں ہی سہی۔ ویسے بھی اس محبت میں سوائے خواری کے مجھے اور ملا ہی کیا ہے؟'' وہ بے بس سا بال جکڑے کمرے سے چلا گیا۔

پیچھے دریہ خود کو کوستی رہ گئی۔

✿.....✿.....✿

ایک ہفتہ ہو گیا تھا اس دن کی تلخی کو مگر دونوں طرف خاموشی تھی۔ پہل تو دریہ کو کرنی چاہیے تھی کیونکہ زیادتی بھی اسی کی طرف سے ہوئی تھی مگر دریہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اسی سوچ میں مزید ایک ہفتہ گزر گیا۔

میرب کی شادی کو ایک ہفتہ رہ گیا تھا اور وہ بار بار کال کر کے کنعان کا دماغ چاٹ رہی تھی۔ کنعان اب ہر گز

پہل کرنا نہیں چاہتا تھا مگر پھر سے میرب کی شام کو آنے والی کال پر اکتاتا ہوا دریہ کے روم میں چلا گیا۔

دریہ شاید نہا کر نکلی تھی اسی لیے گیلے بال آبشار کی مانند پشت پر بکھرے تھے۔ کنعان نے خود کو ملامت کرتے ہوئے دل کو ڈپٹا جو نجانے کیوں اس ظالم لڑکی کو دیکھ کر پھر سے بے قابو ہوا تھا۔

دریہ جلدی سے دوپٹہ لے کر اس کی طرف پلٹی۔

''ہمیں ایبٹ آباد جانا ہے کل۔ اس لیے ریڈی ہو جاؤ۔ شاپنگ کر آئیں۔''

''جی۔''

دریہ کے جی پر کنعان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''میں گاڑی نکالتا ہوں آجاؤ تم۔'' وہ کہتا کمرے سے نکل گیا۔

دریہ نے شکر کیا۔ آخر چپ تو ٹوٹی۔ جلدی سے بال باندھے اور چادر لے کر باہر نکلی۔ آج پہلی دفعہ وہ کنعان کے ساتھ کہیں جا رہی تھی ورنہ تو شادی کے شروع دنوں میں وہ کنعان کے دوستوں کی دعوتوں کو بھی منع کر چکی تھی۔

✿.....✿.....✿

دریہ نے خاموشی سے دل کھول کے اپنے لیے شاپنگ کی۔ آخر کو شوہر کی کمائی جو تھی۔ کنعان نے بھی اپنے گھر والوں کے لیے بہت کچھ خریدا اور اب وہ دریہ کو لے کر ریسٹورنٹ آیا تھا تاکہ اچھا سا ڈنر کر سکے۔

دونوں خاموش بیٹھے کھانے کا ویٹ کر رہے تھے۔ جب کنعان بولا۔

''میں واش روم سے ہو کر آتا ہوں۔ تم بیٹھو یہیں۔''

دریہ نے سر ہلا کر اچھا کہا۔ ابھی کنعان کو گئے دو منٹ ہی ہوئے تھے جب دریہ کو اپنے قریب آواز سنائی دی۔

''دریہ! ڈیئر بلبل۔''

دریہ نے خوف زدہ آنکھوں سے دائیں جانب دیکھا۔ وہاں آذر کھڑا تھا۔ اپنی مکروہ مسکراہٹ کیساتھ۔

''ڈیئر بلبل۔ کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں۔ اور تم یہاں مزے کرتی پھر رہی ہو۔ اٹس ناٹ فیئر ڈارلنگ۔''

آذر نے انگلی دریہ کے گال سے ٹچ کی۔

''ہاؤ ڈیئر یو ٹچ می۔ یو ایڈیٹ۔ دفع ہو جاؤ۔ ورنہ۔''

''ورنہ کیا سویٹ ہارٹ۔ میں بھی تو سنوں آخر۔'' وہ مسکرایا۔ ''بتاؤ ناں ڈارلنگ۔ کہاں تھی اور کس کس کی نائٹ گولڈن کر چکی ہو۔ مجھے لگتا ہے اب تو میری باری آ ہی گئی ہو گی۔ کیوں ٹھیک کہا ناں۔'' وہ خباثت سے کہتا اور قریب ہوا۔

''بالکل۔ تمہاری باری آ چکی ہے۔ اسی لیے تو آج بائی چانس مل گئے تم۔ جواب دریہ کی بجائے کنعان نے دیا جو شاید آذر کی بات سن چکا تھا۔

''ہوا زہی؟ آجکل اس کے ساتھ ہوتی ہو کیا؟'' آذر نے کنعان کو بھی بیچ میں گھسیٹا۔

وہ کنعان کو نہیں جانتا تھا کیونکہ جب کنعان اور ماریہ کی شادی تھی تب وہ امریکہ میں تھا اسٹڈی کے لیے۔ جہاں سے وہ پڑھائی کے علاوہ ہر طرح کی بے غیرتی میں پی ایچ ڈی کر کے آیا تھا۔

''بالکل۔ تمہیں کوئی اعتراض۔'' جواب پھر کنعان نے دیا۔

''میں تم سے نہیں، اپنی ڈیئر بلبل سے بات کر رہا ہوں۔ انڈر اسٹینڈ۔''

''تمہاری ڈیئر بلبل اس وقت میری بیوی ہے۔ ہاں البتہ اگر ہماری سپریشن ہو گئی تو پھر تم رابطہ کر کے پوچھ لینا۔ یہ کیا چاہتی ہے۔''

''ناؤ گیٹ می آ سائیڈ پلیز۔''

''میں جا رہا ہوں۔ آ جانا تم۔'' کنعان دریہ کو خونخوار نظروں سے تکتا بل پے کر کے باہر نکل گیا۔ دریہ بھی جلدی سے پیچھے لپکی مگر آذر نے راستہ روکا۔

''کیا وہ سچ کہہ رہا ہے۔ تم بیوی ہو اس کی۔''

''ہاں۔ اور دوبارہ میرے منہ لگنے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ اگر میں حساب برابر کرنے پہ آئی تو زندہ زمین میں گاڑوں گی تمہیں۔ سمجھے۔'' دریہ بہادری سے دھمکی دیتی نکل گئی۔

''کیا یہ شخص مجھ پہ شک کر رہا ہے۔'' دریہ نے کنعان کا لال چہرہ، خون آنکھیں اور بھینچے ہونٹوں کو دیکھ کر سوچا۔

''آذر! تم مر جاؤ اللہ کرے۔ پھر سے میری زندگی عذاب بنانے آ گئے۔ مگر اب اگر ایسا ویسا کچھ ہوا تو میں تمہیں قتل کر کے ہی دم لوں گی۔ آخر ہر بار میں ہی کیوں پستی ہوں حالات کی چکی میں۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

انہیں سوچوں کے درمیان گھر آ گیا۔

کنعان کچھ بھی کہے بغیر نکلا اور سیدھا اپنے کمرے میں جا کر اس نے جتنی دھاڑ سے دروازہ بند کیا تھا۔ وہ نیچے تک سنائی دی۔

''اب میں کیا کروں۔ کیسے بتاؤں کہ وہ ایڈیٹ کون تھا اور میں کیوں گھر سے بھاگی تھی اس رات۔ اگر کنعان نے میرا یقین نہ کیا تو؟ مجھے بات کلیئر کرنی چاہیے آگے اس کی مرضی یقین کرے نہ کرے۔ ہاں یہی ٹھیک ہے۔ بات پھر کر لوں گی۔ ابھی بھوک اور تھکن نے برا حال کر رکھا ہے۔ یہ سکینہ بھی شاید اپنے کوارٹر میں چلی گئی ہے۔ اس کمینے آذر نے کھانا بھی نہیں کھانے دیا۔'' دریہ خود کلامی کرتی ہوئی کچن میں آئی۔

فریج میں جو پکا پڑا تھا گرم کیا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اب وہ چائے بنا رہی تھی۔

جب کنعان کچن میں داخل ہوا۔

دریہ کی طرف دیکھے بغیر فریج سے جوس پیک نکالا اور آندھی طوفان بنا واپس چلا گیا۔

''اوہ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا اس نے بھی کچھ نہیں کھایا۔'' دریہ نے سر پر ہاتھ مار کر چولہا بند کیا اور ٹرے میں کھانا گرم کر کے بڑے حوصلے سے کنعان کے روم کی طرف چل دی۔

دریہ نے ہچکچاتے ہوئے ناک کیا اور اینٹر ہوئی۔ کنعان فون پر بزی تھا۔

''ہاں نا بابا کہا تو ہے کل آ رہے ہیں پھر کیوں تنگ کر رہی ہو۔'' وہ شاید میرب سے بات کر رہا تھا۔ ایک نظر دریہ کو اور اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے کو دیکھا اور منہ پھیر کر پھر سے بات کرنے میں مصروف ہو گیا۔

دریہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور خود پاس پڑے صوفے پر بیٹھ کر الفاظ ترتیب دینے لگی۔

کنعان نے پانچ منٹ مزید بات کر کے فون بند کیا اور دریہ کی طرف مڑا۔

''جی فرمایئے۔'' وہ طنزیہ بولا۔

''وہ۔ میں۔ یہ کھانا لے کر آئی تھی۔'' وہ منمنائی۔

''کیوں؟''

''کیوں کا کیا مطلب۔ آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا اس لیے۔''

''آپ۔'' وہ اس کے لفظ آپ پر ہنسا۔

''میری اتنی فکر کیوں؟'' وہ طنزیہ لہجے میں ہی بات کر رہا تھا۔

دریہ زیادہ دیر صبر نہ کر سکی اسی لیے پھنکاری۔

''بھاڑ میں جاؤ تم۔ پتا نہیں کیا سمجھنے لگے ہو خود کو جب سے اپنے گھر والوں سے صلح ہوئی ہے۔''

''تم جیلس ہو رہی ہو۔''

''جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔''

''اچھاااا۔'' کنعان نے مسکراہٹ دبائی۔

''تم نے کھایا کھانا؟''

''ہاں کھالیا۔'' وہ ڈھیلی پڑی۔

''اوکے۔ تم پیکنگ کر لینا۔ صبح دس، گیارہ کے قریب نکلنا ہے۔''

''ہوں۔'' دریہ نے سر ہلایا۔

''بیٹھو۔'' کنعان نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

دریہ بیٹھ گئی۔ کنعان نے حیرت سے اس چنگاری کو دیکھا جس نے چپ چاپ حکم کی تعمیل کی تھی۔

کنعان نے کھانا کھانا شروع کیا۔

''لو تم بھی۔'' صلح ماری۔

''نہیں۔ وہ۔ وہ مجھے ضروری بات کرنی ہے۔''

''کرو۔''

''وہ۔وہ آذر تھا۔نگین کا۔''

''میں اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔'' وہ دوٹوک بولا۔

''مگر مجھے کرنی ہے۔'' وہ ضدی ہوئی۔

''دریہ۔میں جانتا ہوں وہ آذر تھا۔نگین حیات کا بیٹا۔''

''مگر۔وہ۔''

''اسٹاپ اٹ۔مجھے کچھ نہیں سننا اس بے ہودہ انسان کے بارے میں۔''

''یعنی تم مجھ پر بنا جانے شک کرتے رہو گے۔'' دریہ کھڑی ہوئی۔

''تم سے کس نے کہا، میں شک کر رہا ہوں تم پر۔'' کنعان نے لقمہ واپس پلیٹ میں رکھا اور کھڑا ہوا۔

''یہ شک نہیں تو اور کیا ہے۔میں تمہیں بات بتانا چاہ رہی ہوں اور تم سننا نہیں چاہ رہے تاکہ من گھڑت کہانی بنا کر مجھ سے چھٹکارا پا سکو۔اور۔اور تم وہاں جو بکواس کر کے آئے ہو۔سپریشن کی۔کس نے تمہیں یہ حق دیا کہ تم اس طرح میری دوسروں کے سامنے تذلیل کرو۔تم ہوتے کون ہو یہ سب کرنے اور کہنے والے۔جب چاہا، نکاح کر لیا۔جب چاہا، چھوڑ دیا۔'' دریہ کی آواز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔وہ بمشکل اپنے آنسو روکے کھڑی تھی۔

کنعان کو اس کی حالت پر ترس آیا۔اس لیے مزید بحث ترک کر کے قریب آیا اور آہستگی سے دریہ کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا۔

''میں جان سے جا سکتا ہوں مگر تم پر شک نہیں کر سکتا دریہ۔'' بہت پیار سے یقین دلایا گیا۔''تم اندازہ بھی نہیں کر سکتی کہ تم کیا ہو میرے لیے۔دریہ! میں، میں پچھلے پانچ سال سے صرف اور صرف تمہیں سوچ رہا ہوں۔تمہاری خاطر چار سال سے گھر والوں سے کنارہ کشی کیے بیٹھا تھا تاکہ ان کو احساس ہو سکے کہ انہوں نے تمہاری فیملی کو دھوکہ دیا۔مجھے دھوکہ دیا۔''

''دریہ۔تم۔تم۔میری دعاؤں کا ثمر ہو جو میں نے اپنے رب سے تمہیں پانے کے لیے کی تھیں۔اس دعاؤں کے عوض تم اس رات مجھے ملی اور آج یہاں ہو۔صرف میری بن کر۔'' وہ دریہ کا ہاتھ سہلاتا اپنی کتھا سنا رہا تھا۔یقین دے رہا تھا اپنی محبت کا۔

''دریہ میں۔میں بھی اتنا ہی بے قصور تھا اس معاملے میں کہ جتنی تم۔اس روز میں تمہیں بیاہنے آیا تھا مگر میری قسمت میں ابھی مزید انتظار لکھا تھا۔میرے گھر والوں نے مجھے دھوکے میں رکھا۔نکاح کے وقت تمہاری بجائے ماریہ کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر مجھ پر جو بیتی۔'' وہ اس روز کی اذیت یاد کر کے خاموش ہوا۔

دریہ بہت غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔وہ پھر سے بولنا شروع ہوا۔

''میں نہیں جانتا بی جان کو تم سے یا میری پسند سے کیا پرخاش تھی کہ انہوں نے ایسا کیا۔میں۔میں تمہارا، ماریہ کا، انکل کا تم سب کا گنہگار ہوں۔کاش کہ میں ان سے معافی مانگ سکتا۔میری وجہ سے۔''

''تمہاری وجہ سے نہیں۔تمہاری ماں کی وجہ سے تمہاری بہن کی وجہ سے ہوا یہ سب۔میرب۔میرب نے تو مجھ سے دوستی کی آڑ میں دشمنی کی۔اس نے میری بہن۔'' دریہ بات ادھوری چھوڑ کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

کنعان نے آہستگی سے روتی بلکتی دریہ کو بازوؤں کے حصار میں لیا۔

دریہ جب دل کھول کر رو چکی تو ناک کنعان کی شرٹ سے رگڑ کر پیچھے ہوئی۔

''رولیا۔'' کنعان نے مسکرا کر پوچھا۔

''ہوں۔''

''اب کوئی شکوہ؟''

''نہیں۔پر تم ایک برے انسان ہو۔''

''وہ کیسے؟'' کنعان حیران ہوا۔

''تم۔تم ایک بار مجھ سے بات کر لیتے تو کم از کم وہ سب نہ ہوتا جو ہو چکا۔'' دریہ کو افسوس ہوا۔

''ہاں۔مگر ہماری قسمت میں اتنے ہیر پھیر ہی لکھے تھے شاید۔''

''تمہارے موبائل میں میری پک کیسے آئی۔'' دریہ نے بات بدل کر تفتیش شروع کی۔

''اوہ! تو تم میری جاسوسی کرتی ہو۔'' کنعان نے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکیڑے۔

''نہیں۔وہ تو۔''

''وہ تو کیا؟'' کنعان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر قریب کیا۔ ''ہاں تو۔تم بتاؤ ناں کیسے آئی میری تصویر؟''

دریہ پھر پیچھے ہٹی۔

''ارے یار یہی بات پاس آ کر بھی کر سکتی ہو۔'' کنعان نے پھر اس کا بازو پکڑا۔

''زیادہ فری مت ہو سمجھے۔میری تم سے کوئی صلح ولح نہیں ہوئی۔'' دریہ بازو چھڑوا کر دروازے کی طرف بڑھی۔

''ارے۔رے۔کہاں جا رہی ہو۔اتنی مشکل سے مجھ پر سے کرفیو ہٹا ہے۔اور تم پھر سے دور جا رہی ہو۔'' وہ شرارت سے اسے باتوں میں لگا کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''اوہیلو۔کس نے کہا۔تم پر سے کرفیو ہٹ۔کنعان۔کنعان چھوڑو مجھے۔بدتمیز انسان میں۔ میں۔ چھوڑو۔'' دریہ ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی مگر کنعان اسے بازوؤں میں بھر کر مطلوبہ جگہ لے آیا تھا۔

''اگر تم نے کچھ ایسا ویسا کیا تو میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔''

''تو کون ظالم چھڑوانا چاہتا ہے خود کو۔'' کنعان نے اسے قریب کیا۔

''کنعان۔''

''جی جان کنعان۔'' گھمبیرتا سے جواب آیا۔

''پلیز زززز۔'' التجا کی گئی۔

''اوکے سویٹ ہارٹ۔'' کنعان نے گال سے گال رگڑ کر ہاتھ ہٹائے۔''جہاں اتنا انتظار کیا ہے۔وہاں کچھ اور سہی۔'' وہ مسکرایا۔

''پتہ ہے۔'' دریہ دور کھسکتی ہوئی بولی۔

''کیا؟''

''یہی کہ تم مسکراتے ہوئے بہت کیوٹ لگتے ہو۔'' وہ بھی مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

''دس از ناٹ فیئر ہنی۔ایسی باتیں کر کے تم مجھے بے ایمان کر رہی ہو۔''

''ایویں کر رہی ہوں بے ایمان۔'' وہ معصومیت سے بولی۔

''اچھا میں چائے بنانے جارہی ہوں۔ پینی ہے تو لاؤنج میں آجاؤ۔ میں یہاں دینے نہیں آؤں گی۔ تمہارا کیا بھروسہ۔'' وہ ہنستی ہوئی دروازے سے نکل گئی۔

کنعان نے منہ اوپر اٹھا کر اس پاک ذات کا شکر ادا کیا جس نے اس کی محبت کے دل میں اس کے لیے جگہ بنادی تھی۔

اگلی صبح وہ ایبٹ آباد کے لیے نکل گئے۔ کنعان نے گھر فون کر کے آنے کا بتادیا تھا۔

لاشاری پیلس میں میرب نے سب کی دوڑیں لگوائی ہوئی تھیں۔ وہاں کے مکین بہت خوش تھے سوائے بی جان کے۔ جو بیٹے کے آنے پر تو خوش تھیں مگر بہو کی آمد پر تھوڑا اعتراض تھا مگر خاموش تھیں۔

سدرہ اور ثمن بھی دیور اور دیورانی کی آمد سے خوش تھیں۔ ان سب نے کمال لاشاری اور بی جان کی اجازت سے میرب کی مایوں کے دن کنعان اور دریہ کا سرپرائز ریسیپشن ارینج کیا تھا۔ کمال صاحب نے تو خوشی خوشی مگر بی جان نے ذرا اوپرے دل سے اجازت دے دی تھی۔

سب مہمانوں کو انوٹیشن دی جاچکی تھی مگر جن کا ریسیپشن تھا وہ ہی انجان تھے۔

''بہت مزا آنے والا ہے ناں بھابھی۔'' میرب سلیب پر بیٹھی سیب کتر رہی تھی۔

''ہاں بالکل۔ اللہ کا شکر ہے سب ٹھیک ہونے جارہا ہے اور سب سے اچھی بات یہ کہ کنعان اور دریہ ایک ساتھ ہیں۔'' سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایگزیکٹلی۔ مگر دریہ مجھ سے خفا ہے بھابھی۔'' وہ افسردہ ہوئی۔

''ہونا بھی چاہیے تھا۔ مگر تم منالینا مان جائے گی۔''

''ہاں منا تو لوں گی ہی۔ بیشک پاؤں پڑنا پڑے محترمہ کے۔'' وہ تصور میں دریہ کو دیکھ کر مسکرادی۔

''بھائی کہاں ہیں آپ لوگ، میں کب سے ویٹ کررہی ہوں۔''

''ندیدی لڑکی! پانچ منٹ تک گھر ہوں گے۔ یہ دیر تمہاری وجہ سے ہوئی ہے ہر دو منٹ بعد کال کررہی ہو۔''

کنعان بہن کی بے تابی پر مسکراتا ہوا بولا۔ ساتھ بیٹھی دریہ کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی۔

''اونہہ۔ بہن، بھائی کے چونچلے ہی ختم نہیں ہو رہے۔'' وہ کڑھتی ہوئی سوچ رہی تھی۔

''ہیلو مسز۔ گھر آچکا ہے۔'' کنعان نے دریہ کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

''اتنی جلدی؟''

''ارے ڈارلنگ۔ جلدی کہاں۔ صبح نکلے تھے اور شام ہو چکی۔ اب باہر آئیں یا میں گود میں اٹھاؤں۔'' کنعان نے شرارت سے کہہ کر آنکھ ماری۔

''بہت بدتمیز ہو۔'' دریہ نے جھینپتے ہوئے مکا مارا۔

لاشاری پیلس میں پھولوں سے ان کا شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ سب اینٹرنس پر موجود تھے سوائے بی جان کے۔ سب سے مل ملا کر وہ آگے بڑھے۔ بی جان ہال میں اپنے تخت پر موجود تھیں۔

کنعان نے آگے بڑھ کر نہ صرف سلام کیا بلکہ جھک کر ماں کے ہاتھ کا بوسہ بھی لیا۔ بی جان بھی سارے ضبط توڑ کر بیٹے کو سینے سے لگا کر رو پڑیں۔ ہال میں ایک ایموشنل سا سین کری ایٹ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد کنعان نے ماں کے آنسو پونچھے۔

''مجھے معاف کر دیں بی جان، میں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔'' کنعان شرمندہ سا بولا۔

''میں ناراض نہیں ہوں تم سے میری جان۔'' انہوں نے بیٹے کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

دریہ اس سب سے اکتائی سی کھڑی تھی۔ جب کنعان نے اشارے سے اسے بی جان کو سلام کرنے کو کہا۔

دریہ نے بہت آہستہ آواز میں سلام کیا۔ جس کا جواب بی جان نے صرف سر ہلا کر دیا۔

''اچھا بھئی بس یہ ایموشنل سین ختم کریں۔ کنعان تم اور دریہ فریش ہو جاؤ میں چائے بھجواتی ہوں پھر کھانا ساتھ میں کھاتے ہیں۔'' سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں جاؤ تھک گئے ہو گے۔ فریش ہو کر کھانا کھا لو پھر آرام کرنا۔ ہاں۔'' بی جان نے کہا۔

''جی۔'' کنعان سر ہلاتا ہوا دریہ کو لے کر اپنے روم کی طرف بڑھا۔ اسی روم میں جس کو چار سال پہلے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

کمرے میں سب کچھ ویسا ہی تھا سوائے پھولوں کے بکیز کے۔ جن کو جگہ جگہ ویل کم بیک کے کارڈ کیساتھ سجایا گیا تھا۔ یہ یقیناً میرب کی ہی کارستانی تھی۔ کنعان مسکراتا ہوا بڑھا اور ایک بکے اٹھا کر واپس دریہ کے پاس آیا جو کمرے کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔

ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر اس کے سامنے جھکا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے چھوا اور نہایت خوبصورت انداز میں مسکراتے ہوئے اسے بکے پیش کیا۔

دریہ نے ہلکا ہلکا شرماتے ہوئے بکے پکڑ لیا۔

تھینکس۔'' وہ بولی۔

''مائی پلیئر۔'' وہ دل پہ ہاتھ رکھ کر جھکا۔

''اچھا بس۔ وہ جھینپتی ہوئی مسکرادی۔

''ارے آپ تو شرماتی بھی ہیں۔ میں تو سمجھا تھا صرف ڈراتی ہیں۔'' کنعان نے ہنستے ہوئے اسے ساتھ لگایا۔

''لو یو آلوٹ مائی سویٹ ہارٹ۔'' کنعان نے ماتھے پر اپنی محبت کی پہلی مہر دی۔ دریہ نے شرماتے ہوئے اسی کے سینے میں منہ چھپالیا۔

✿.....✿.....✿

ان کو لاشاری پیلس آئے ہوئے تین دن ہو گئے تھے۔ کنعان نے بی جان کو اپنی خاموش محبت اور دریہ کی بے خبری سے لے کر نکاح تک کی تمام سٹوری لفظ بہ لفظ سنادی۔ جسے سن کر بی جان نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کر کے بیٹے سے معافی مانگی۔

''بی جان کیوں شرمندہ کرتی ہیں مجھے، آپ ماں ہیں میری۔ اچھا تو میں نے بھی نہیں کیا تھا۔ خود کو اور آپ کو جدائی دے کر۔ ہاں مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔'' وہ مسکرایا۔

''ضرور۔'' بی جان بھی مسکرائیں۔

''بی جان۔ دریہ کو بھی ایکسیپٹ کر لیں اپنے بیٹے کی خاطر۔'' وہ ملتجی ہوا۔

''کر چکی ہوں میری جان۔'' انہوں نے کنعان کے گود میں رکھے سر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔
''تھینکس بی جان۔'' اس نے ماں کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا لیا۔

میرب پچھلے تین دن سے دریہ کو منانے کی کوشش کر رہی تھی مگر دریہ کے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی اسی لیے میرب بھائی کے پاس سفارش کروانے گئی تھی۔
''بھائی۔''
''ہوں۔'' کنعان ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا میرب کو دیکھ کر مسکرایا۔
''کیا ہوا بھئی۔ میری گڑیا اداس کیوں ہے۔'' کنعان نے اس کے سر پر چپت لگا کر پوچھا۔
''بھائی۔ آپ کی مسز۔''
''کیا ہوا میری مسز کو؟''
''بھائی دریہ نہیں مان رہی۔'' وہ روہانسی ہوئی۔
''میں کیا کر سکتا ہوں بھئی۔'' کنعان نے کندھے اچکائے۔
''آپ ہی تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔''
''مثلاً۔''
''مثلاً۔ میری سفارش کریں ناں بھائی۔ صرف تین دن باقی ہیں میری شادی میں۔'' وہ رو دینے کو تھی۔
کنعان نے بہن کی اتری شکل دیکھ کر سفارش کا وعدہ کیا۔
''او کے ڈن۔''
''تھینکس بھائی۔'' میرب نے مسکراتے ہوئے کنعان کے بازو سے سر ٹکا دیا۔

''دریہ۔''
''جی۔'' وہ میگزین دیکھ رہی تھی جب کنعان نے پکارا۔

''کیا کر رہی ہو یار۔ چھوڑو اسے۔'' کنعان نے میگزین دور ہٹایا۔

''کبھی مجھے بھی ٹائم دے دیا کرو۔''

''شرم کریں۔'' دریہ نے شرم دلانی چاہی۔

''کیسی شرم؟'' ڈھٹائی سے جواب آیا۔

''ہر وقت تو آپ کے آگے پیچھے پھرتی ہوں اور کیا کروں اب۔''

''یہ کرو۔'' کنعان نے قریب ہو کر گستاخی کی۔

''حد ہے۔ بہت ہی بے شرم واقع ہوئے ہیں آپ۔ میں تو آپ کو معصوم سا شریف سا انسان سمجھتی تھی۔'' دریہ دور کھسکتی بولی۔

''اچھاااا۔'' وہ اس کی بات سے محظوظ ہوا۔

''پرڈیئر وائف۔ وہ کیا ہے ناں کہ بیوی کے سامنے کوئی شریف انسان بھی شریف نہیں رہتا۔'' کنعان نے آنکھ دبائی۔

''اچھا بس۔ اتنا رومینس کافی ہے آج کے لیے۔ مجھے سونے دیں۔ سدرہ بھابھی بتا رہی تھیں کل سے مہمانوں کی آمد شروع ہو جائے گی۔ پھر ریسٹ بھی کم ہی ہوگا۔''

''سو جانا یار۔ پہلے بات تو سنو۔'' کنعان نے اس کے منہ سے کمبل ہٹایا۔

''سنائیں۔'' وہ اکتا کر بولی۔

''میرب کو معاف کر دو۔ اتنا کافی ہے یار۔'' وہ بہن کا حمایتی بنا۔

''نہیں۔ ابھی تو۔''

''دریہ جان۔ وہ تین دن کی مہمان ہے چلی جائے گی پھر۔''

''مگر۔''

''مگر کیا جنی۔ میرب کی خاموشی بی جان کی وجہ سے تھی ناں۔ اب معاف کر دو اسے بارہا معافی مانگ چکی ہے وہ تم سے۔''

''مگر میرب نے اچھا نہیں کیا تھا میرے ساتھ۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''جانتا ہوں۔ مگر تمہیں پھل مل تو گیا تمہارے صبر کا۔'' وہ شوخ ہوا۔

''کون سا پھل؟'' دریہ ہونق بنی۔

''میری صورت میں اور کون سا۔'' کنعان نے کالر ہلایا۔

''اوہ ہو۔ خوش فہمی تو دیکھو جناب کی۔''

''ہاہاہاہا۔ اچھا بتاؤ کرلوگی ناں میرب سے صلح؟''

''کرلوں گی۔ اب سونے دیں۔''

''ارے یار۔ اتنی جلدی کیا ہے سونے کی۔ بات تو سنو۔'' کنعان نے اس کا رخ اپنی طرف کیا جو وہ موڑ چکی تھی۔

''کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔ کہا تو ہے کرلوں گی صلح آپ کی لاڈلی بہن سے۔'' وہ اکتائی۔

''مجھے تم سے آذر اور تمہاری اسٹیپ مدر سے ریلیٹڈ بات کرنی ہے۔''

دریہ چونکی۔

''کیا بات؟''

''یہی کہ اس رات تمہارے ساتھ جو بھی ہوا وہ ان دونوں ماں بیٹے کی سازش تھی۔''

''کیا؟ نگین آنٹی بھی؟''

''ہاں۔ وہ بھی اس پلاننگ میں شامل تھی اور یہ گھٹیا پلاننگ صرف تمہاری جائیداد کے حصول کے لیے کی گئی۔''

''آپ۔ آپ کو کیسے پتا؟'' وہ ہکلائی۔

کنعان نے اسے اس دن حیات ہاؤس جانے اور ان دونوں ماں بیٹے کی پلاننگ سننے سے متعلق سب بتا دیا۔

دریہ بت بنی بیٹھی تھی۔

''اوہ کم آن سویٹ ہارٹ۔ میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن تم۔''

''میں ٹھیک ہوں۔'' وہ جبراً مسکرائی۔

''میں نے تو یہ بات اس لیے کی تاکہ تم آگے کا ڈیسائیڈ کر سکو کہ کیا کرنا ہے۔''

''ان ماں بیٹے کا کیا۔ کیا کرنا چاہیے مجھے؟''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم اچھی طرح سوچ لو میں ہر طرح سے تمہارے ساتھ ہوں۔'' کنعان نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر اپنے ساتھ کا احساس دلایا۔

''میں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔'' چند منٹ کی خاموشی کے بعد دریہ نے کنعان کے بازو پر سر رکھ کر کہا۔

''کیا؟'' کنعان اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

''میں اپنی پراپرٹی نگین کے نام کر دوں گی۔ لائر سے بات کر کے۔ مجھے نہیں چاہیے کچھ بھی۔''

''ہوں۔ ازاٹ یور فائنل ڈیسیزن؟''

''یس۔ اٹس فائنل۔'' دریہ نے اس کے سینے پر سر رکھ کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔

''او کے۔ آئی ایم ود یو مائی ہارٹ۔'' کنعان نے بازوؤں کا مضبوط حصار باندھ کر اپنے ساتھ کا یقین دلایا اور گڈ نائٹ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

❁.....❁.....❁

اگلے دن دریہ لان میں بیٹھی تھی جب میرب اس کے پاس آئی۔

''کیا کر رہی ہو؟'' میرب نے بات شروع کی

وہ چپ رہی۔

''دریہ۔ پلیز مجھے معاف کر دو میں جانتی ہوں میں نے زیادتی کی تھی تمہارے اور بھائی کیساتھ۔ مجھے معاف کر دو دریہ۔ اتنی سزا کافی نہیں کیا۔'' میرب کے آنسو چھلکے۔

''میں۔ میں شادی کے ایک ڈیڑھ ہفتے بعد آسٹریلیا چلی جاؤں گی۔ اور پھر نجانے کب واپسی ہو۔ اس لیے پلیز زدر۔ یہ۔'' وہ منہ پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ دریہ نے کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ چہرے پر سے

ہٹائے۔دونوں کی نظریں ملیں اور پھر دونوں ہی ایک دوسرے کے گلے لگ کر رو دیں۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ علیحدہ ہوئیں۔

''تم۔دریہ تم نے معاف کر دیا نا مجھے۔'' میرب نے یقین چاہا۔

دریہ نے آنسو پونچھتے ہاں میں سر ہلایا۔

''تھینکس۔تھینکس آلوٹ دریہ۔'' وہ تشکرانہ انداز سے مسکرا دی۔

دریہ نے بھی مسکرا کر صلح کا یقین دلایا۔

''بھابھی۔یہ تو مایوں پر ہی سارے مہمان آ چکے ہیں۔لگتا ہے آپ لوگوں کے کافی رشتے دار ہیں۔'' دریہ نے مسکراتے ہوئے ثمن سے پوچھا جو اپنے بچوں کو تیار کر رہی تھی۔

''بالکل۔ابھی تو شام ہے۔رات تک دیکھنا کیسا میلہ لگتا ہے۔'' وہ پراسراری مسکرائی۔

''جی اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔''

''اچھا تم نے کپڑے سلیکٹ کر لیے؟''

''نہیں وہ۔دو ڈریسز میں سلیکٹ نہیں کر پا رہی۔اس لیے سوچا کنعان سے پوچھ لوں گی۔'' دریہ آہستگی سے بولی۔

''اوئے ہوئے بھئی کیا بات ہے۔'' ثمن نے ہنستے ہوئے کندھا مارا۔

وہ بھی جھینپتی ہوئی مسکرا دی۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں۔نیچے مہمان آ رہے ہیں اور تم دونوں یہاں گپوں میں بزی ہو۔'' سدرہ نے وہاں آ کر جیٹھانی ہونے کا رعب جمایا۔

''ہاں وہ بس دریہ مہمانوں کے بارے میں ہی پوچھ رہی تھی۔میں آتی ہوں نیچے۔'' ثمن نے کہا۔

''دریہ تم بھی روم میں جاؤ۔پارلر والی آ گئی ہے۔میرب کے بعد تمہاری باری ہے۔''

''میری۔'' دریہ حیران ہوئی۔

''جی بالکل آپ کی۔'' وہ دونوں ایک ساتھ بولیں۔

''لیکن میں خود ہی تیار ہوتی ہوں۔''

''ہاں بھئی مانا کہ تمہیں کسی تزئین و آرائش کی ضرورت نہیں۔ ہمارے دیور صاحب ویسے ہی لٹو ہیں تم پر۔ مگر وہ کیا ہے ناں آج ایک اسپیشل نائٹ ہے اس لیے تیاری بھی اسپیشل ہونی چاہیے۔ کیوں ثمن؟'' سدرہ نے دیورانی سے تائید چاہی۔

''بالکل جی۔''

''اب تم جاؤ کمرے میں۔ ہم بھی ذرا نیچے چیک کریں جا کر۔ ہاں۔'' سدرہ نے پیار سے دریہ کا گال تھپتھپا کر کہا۔

''جی۔'' دریہ نے ناسمجھی کے انداز میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر بعد ایک خوبصورت سی لڑکی ہاتھ میں کچھ شاپنگ بیگز پکڑے ناک کر کے دریہ کے روم میں داخل ہوئی۔

''ہیلو۔ السلام علیکم۔'' اس نے ہاتھ بڑھایا۔

دریہ نے بھی مسکرا کر ہاتھ ملایا۔

''میں عروبہ ہوں۔ اور یہاں آپ کو تیار کرنے کو حاضر ہوئی ہوں۔'' لڑکی نے مسکرا کر دریہ کی سوالیہ آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا۔

''اوہ۔ اچھا۔'' دریہ سمجھ کر مسکرائی۔

''یہ آپ کا ڈریس ہے چینج کر لیں۔ مجھے آپ پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ انفیکٹ میرب نے جتنی آپ کی تعاریفیں کی تھیں وہ بالکل ٹھیک تھیں۔'' عروبہ نے مسکراتے ہوئے اس کی خوبصورتی کی تعریف کی۔

دریہ جھینپتی ہوئی شاپنگ بیگ لے کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ بیگ میں سے خوبصورت سا میرون اور گولڈن کمبینیشن کا برائیڈل ڈریس برآمد ہوا۔

''یہ کیا۔ یہ تو برائیڈل ڈریس ہے۔ میں کیوں پہنوں گی اسے؟'' وہ حیران تھی۔

''مسز کنعان پلیز ہری اپ۔ آئی ایم ویٹنگ۔'' عروبہ نے دروازہ ناک کر کے دریہ کو سوچوں سے نکالا۔

''اوکے۔'' دریہ نے کہہ کر جلدی سے نا سمجھتے ہوئے بھی وہ ڈریس پہنا اور باہر آئی۔

''واؤ۔'' عروبہ نے ستائشی انداز میں ہونٹ سکیڑے۔

دریہ مسکرادی۔

''آئیں پلیز۔'' اس نے دریہ کو چیئر پر بٹھایا اور تقریباً بیس پچیس منٹ میں اسے ایک مکمل برائیڈ کا لوک دیا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے؟ شادی میری نہیں ہے عروبہ۔'' دریہ حیرت سے خود کو آئینے میں دیکھ کر کھڑی ہوئی۔

''آئی نو بٹ۔'' دھڑپ سے دروازہ کھلا۔ سدرہ اور ثمن فل تیار شیار سی داخل ہوئیں۔

''بھابھی! یہ سب کیا ہے۔'' دریہ نے ان دونوں سے پوچھا۔

''چلو باہر ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ ویسے عروبہ! شی از لوکنگ سو میچ پریٹی۔ کنعان کی تو خیر نہیں آج۔'' ثمن نے دریہ کو آنکھ مار کر کہا۔

ان تینوں کا مشترکہ قہقہہ بلند ہوا۔

''مجھے بھی تو بتائیں کچھ۔'' دریہ ساری سچویشن سے بے خبر رو دینے کو تھی۔

''چلو بھئی چلو نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے آج کے اسپیشل گیسٹ کا۔'' سدرہ نے دریہ کا ہاتھ پکڑا اور وہ سب نیچے چل دیں۔

دریہ حیران سی خود کو گھسیٹتی جا رہی تھی ان دونوں کیساتھ۔

لان میں بہت سے مہمان موجود تھے۔ ریڈ قالین کی بنی روش پر دلہن کو کو آتے دیکھ کر سب متوجہ ہو گئے۔ دریہ کے دائیں بائیں موجود ثمن اور سدرہ مسکراتیں ہوئیں اسے لیے آگے بڑھ رہی تھیں جبکہ دریہ نے اتنے لوگوں کی نظریں خود پہ محسوس کر کے کنفیوز سی ہو کر سر جھکا دیا۔

اسٹیج کے پاس پہنچ کر دریہ کو جھکے سر سے اپنے سامنے ایک مضبوط مردانہ ہاتھ اپنی طرف بڑھا نظر آیا۔ دریہ

نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ سامنے کنعان لاشاری ہاتھ بڑھائے دلکش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اپنی ڈیشنگ لوک کیساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

دریہ کو سٹل دیکھ کر سدرہ نے اس کا ہاتھ کنعان کے ہاتھ میں دیا۔

''بیسٹ آف لک۔'' کہہ کر وہ پیچھے ہٹیں۔

کنعان نے دریہ کے کپکپاتے ہاتھ پر دباؤ ڈالا اور اسے اسٹیج پر لے آیا جہاں بی جان صوفے پر براجمان تھیں۔ بیٹے اور بہو کو ساتھ اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ کھڑی ہوئیں۔ وہ دونوں پاس آ کر رکے۔

''خوش رہو، سلامت رہو۔'' بی جان نے دریہ کے ماتھے پر پیار کیا۔

دریہ کو تو آج قدم، قدم پہ جھٹکے پڑ رہے تھے۔

''سب کچھ بھلا کر، ہمیں معاف کر کے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرو بیٹا۔ جو بیت گیا وہ واپس تو نہیں آ سکتا مگر ہم اپنے آنے والے کل کو تو بہتر بنا سکتے ہیں ناں۔'' بی جان بہت پیار سے بات کر رہی تھیں۔

''جی۔'' دریہ نے ہلکا سا سر ہلایا۔

''خوش رہو سدا سہاگن رہو۔'' بی جان نے دل سے دعا دی اور دریہ کو صوفے پر بٹھایا۔

''تم بھی بیٹھو، تم کیوں کھڑے ہو بھئی آج کی اسپیشل ارینجمنٹ تم دونوں کے اعزاز میں کی گئی ہے۔'' کاشان نے مسکراتے ہوئے کنعان کو پکڑ کر دریہ کے ساتھ ٹکایا۔

سب مسکرا دیے۔

سب مہمان باری باری اسٹیج پر ان دونوں کو مبارکباد کیساتھ گفٹ پیش کر رہے تھے۔ جنہیں وہ مسکرا کر شکریہ کیساتھ رسیو کر رہے تھے۔

دریہ کو کنعان کی سنگت سے ملنے والے اس اعزاز نے بہت متاثر کیا۔ وہ واقعی بہت خوش تھی آج۔ کاش کہ بابا اور ماریہ اس وقت میرے پاس۔

''تو پھر کیسا لگا آج کا سرپرائز؟'' میرب کی چہکتی آواز نے دریہ کو سوچوں کے بھنور سے نکالا۔

''بہت اچھا۔ تھینکس۔'' دریہ مسکرائی۔

''تھینکس۔اٹس یور رائٹ ڈیئر بھابھی۔'' میرب نے چھیڑا۔

''ہیلو ایوری ون۔'' ارحم کی شوخ سی فریش آواز آئی۔

''اوہ یہ ایڈیٹ بھی آیا ہے؟'' دریہ نے میرب کے کان میں کہا جو سرخ ہوتی خود میں سمٹ چکی تھی۔

کنعان ارحم سے مصافحہ کر رہا تھا۔

''بڑا کمینہ نکلا تُو۔'' کنعان نے ہنستے ہوئے ارحم کے دھپ ماری۔

''بس جی کیا کہیں سالے صاحب۔'' ارحم نے منہ پر ٹشو رکھ کر شرمانے کی ایکٹنگ کی۔

ادھر دریہ میرب کی سرخ پڑتی رنگت سے حیران تھی۔یہ کیا ہو رہا ہے۔وہ ناسمجھی سے کھڑی ہوئی۔

''اپنی نند سے پوچھئے بھابھی بیگم ہمیں تو شرم آ رہی ہے۔'' ارحم نے مسکراتے ہوئے نظریں اپنی ہونے والی نصف بہتر پر ٹکائیں۔

دریہ کو اس سب سے جو سمجھ آیا وہ بہت خوفناک تھا۔

''واٹ؟ میرب تم اس ڈفر سے شادی کر رہی ہو۔'' دریہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔دریہ کی بات پر کنعان کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

''واٹ ڈفر؟ اٹس ناٹ فیئر بھابھی بیگم۔'' ارحم کو دریہ کا دیا خطاب سن کر صدمہ ہوا۔

''تم فکر مت کرو دریہ۔یہ ڈفر شادی کے بعد کچھ عرصے کے لیے آسٹریلیا شفٹ ہو رہا ہے۔'' کنعان نے دریہ کے کندھے پر بازو پھیلایا۔

''اس کا مطلب آپ بھی جانتے تھے۔میں ہی انجان تھی۔'' وہ نہ بتانے پر خفا ہوئی۔

''ارے نہیں ڈارلنگ۔وہ تو اس ڈفر نے پرپوزل لے جانے سے پہلے اجازت لی تھی بس۔'' کنعان نے مسکراہٹ روکی۔

''بس۔یعنی کہ آپ سب مجھے بیوقوف۔''

''ارے نہیں بھابھی آپ کو سرپرائز دینا چاہتے تھے۔وہ کیا ہے نا کہ اگر آپ کو پہلے علم ہوتا تو شاید آپ اپنی نند مجھ ڈفر کو سوچنے نہ دیتیں۔اس لیے میرے لیے تو یہ سرپرائز باعث رحمت رہا۔'' ارحم شرارتی مسکراہٹ سے

بولا۔

''اور تم۔کتنی میسنی ہو میرب،تم نے مجھے ہوا تک لگنے نہیں دی۔'' دریہ نے میرب کے بازو پر زور سے چٹکی لی۔

''اف۔دریہ کی بچی۔'' وہ پیچھے ہوئی۔

''بھابھی پلیز! ہمارے سامنے ہی آپ ہماری ہونے والی نصف بہتر پر تشدد کر رہی ہیں۔ہم یہ سب برداشت نہیں کر سکتے۔اس سے پہلے کہ ہم۔''

''السلام علیکم ایوری ون۔'' ولید نے اپنی مسز کے ساتھ ان کے پاس آ کر کہا۔

''لو جی ایک جورو کا غلام (کنعان) یہاں موجود تھا اور دوسرا (ولید) تشریف لا چکا۔'' ارحم نے دونوں پر ایک ساتھ اٹیک کیا۔

''اور تیسرا بننے جا رہا ہے۔'' ولید نے ہنستے ہوئے ارحم کی گردن دبوچی۔

''ابے چھوڑ۔چھوڑ ناں کیوں میرا ایمپریشن خراب کر رہا ہے میرے سسرال میں۔''

ارحم کی دہائی پر سب مسکرا دیے۔

یوں ہنستے مسکراتے ایک خوبصورت شام کا اختتام ہوا۔

✿.....✿.....✿

اسلام آباد سے واپسی پر آذر کی گاڑی کا بہت سیریس ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔وہ آئی سی یو میں تھا۔نگین باہر بیٹھی بیٹے کی صحت یابی کی دعا مانگ رہی تھی۔آئی سی یو کا دروازہ کھلا۔نگین جلدی سے آگے بڑھی۔

''مم۔میرا بیٹا کیسا ہے ڈاکٹر صاحب؟''

''آئی ایم سو سوری مسز نگین حیات۔مجھے بہت افسوس کیساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ۔آذر اب چل نہیں پائے گا کبھی۔ایکچولی ایکسیڈنٹ از ٹو مچ سویئر۔جس کی وجہ سے اس کی دونوں ٹانگیں ڈیمج ہو چکی ہیں۔''

''نن۔نہیں ایسا کیسے؟ نہیں۔نہیں۔'' نگین روتے ہوئے چلائی۔

''پلیز مسز حیات بی بریو۔'' ڈاکٹر تسلی کے دو چار فقرات کہہ کر چلا گیا اور پیچھے بیٹھی نگین کو اپنی ایک ایک

کوتاہی اپنی کی گئی زیادتیاں یاد آنے لگیں۔

جب نگین شادی کے بعد حیات ہاؤس آئی تو اس نے شروع دن سے ہی ماریہ اور دریہ کو ڈرا دھمکا کر خود سے اتنا دور کر دیا کہ وہ دونوں بہنیں جوانی کی دہلیز پر پہنچ گئیں مگر نگین سے کبھی کوئی فیور نہیں مانگی۔ نگین نے ہمیشہ ان دونوں کے سامنے آذر کو ہر غلط بات پر بھی سپورٹ کیا جس کا وہ ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں ہراس کرتا تھا۔

ماریہ کی دیتھ کے بعد جب محسن حیات بزنس معاملات میں ایکٹو نہ رہے تو اس لالچی عورت نے پیسے کی ہوس میں اندھی ہو کر ان کو سلو پوئزن دینا شروع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے محسن، ماریہ کے جانے کے بعد محض ڈیڑھ سال ہی زندہ رہ سکے۔ سب کی نظر میں یہ ماریہ کے غم میں گھلتی قدرتی موت تھی مگر اس خوفناک حقیقت سے خود (نگین)، آذر اور وہ لالچی ڈاکٹر جس نے محض چند لاکھ روپوں کی خاطر اپنی مسیحائی کو گنہگاری میں تبدیل کیا آگاہ تھے۔

اور اس کے علاوہ وہ پاک ذات جو ہر ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ دریہ کا پتا صاف کرنے کے لیے بھی آذر کے تھرو گندی پلاننگ کی تھی اس عورت نے۔ آج اسے اپنا ہر ستم، ہر گناہ یاد آ رہا تھا۔ پر اب مداوے کو دیر ہو چکی تھی۔

"بے شک ہر انسان اپنے کیے کا بدلہ ضرور پائے گا۔"

کنعان اور دریہ تقریباً رات دو بجے کے قریب اپنے ریسیپشن کے فنکشن سے فارغ ہو کر کمرے میں آئے جہاں ان کے کمرے کی پھولوں سے کی گئی خوبصورت سجاوٹ ان کے لیے ایک اور خوشگوار سرپرائز تھا۔

"اف۔ کتنا اچھا لگ رہا ہے یہ سب۔" دریہ نے کمرے کے بیچوں بیچ گول چکر لگا کر کہا۔

"ہاں مگر تم سے کم۔" کنعان کی گھمبیر سرگوشی دریہ کے قریب ابھری۔

وہ سٹپٹائی۔

"میں چینج کر لوں۔" وہ جلدی سے آگے بڑھی مگر کنعان نے بازو پھیلا کر راستہ روکا۔

''کنعان پلیز۔'' وہ اس کی نظروں کی تپش سے کنفیوز ہوئی۔

''نو مور پلیز۔ لیٹس گو اینڈ سیلیبریٹ آور گولڈ ویڈنگ نائٹ ڈیئر۔'' کنعان نے آہستگی سے بوجھل آواز میں کہہ کر دریہ کو حصار میں لیا۔

''کک۔ کنعان۔ مم۔ میں تھک گئی ہوں پلیز۔'' دریہ نے حصار توڑنا چاہا مگر ناکام رہی۔

''لو یو آلوٹ۔'' اس کے کان کے پاس پیار بھری سرگوشی ہوئی۔

''کنعان۔''

''جی جان کنعان۔'' کنعان اس وقت جذبات کی رو میں بہتا صرف اپنے دل اپنی دھڑکنوں کو سن رہا تھا۔

''میں کچھ کہہ رہی ہوں اگر سنیں تو۔'' دریہ پاؤں اٹھا کر اس کے کانوں تک پہنچ کر چلائی۔ کنعان اس کے چیخنے پر ہوش میں آیا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے؟ ذ

''اف۔ یہ۔ یہ کہا میں نے۔'' دریہ نے غصے سے اس کے بال دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر کھینچے۔

''اے خوبصورت چڑیل۔ اتنا ستم مت کرو کہ لوگ تمہیں گنجے کی بیوی، گنجے کی بیوی کہہ کر پکاریں۔''

کنعان کی بات پر دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

''مجھے منظور ہے۔'' دریہ نے ہنسی روک کر کہا۔

''مگر مجھے منظور نہیں۔'' کنعان نے برا سا منہ بنایا۔

''کیوں؟'' دریہ نے معصومیت سے پوچھا۔

''اچھا بس اب باتوں میں لگا کر بیوقوف مت بناؤ سمجھی۔'' اس نے دریہ کا ناک پکڑ کر پیار سے کھینچا۔

''میں بنے بنائے کو کیا بناؤں گی۔'' وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

کنعان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ان کی ملائمت محسوس کرتے ہوئے ہونٹوں سے لگائے۔

''میں آج بہت خوش ہوں دریہ۔'' اس کی آواز میں چھلکتی خوشی محسوس کی جا سکتی تھی۔

''میں بھی۔'' دریہ اس کی شرٹ کے بٹن کھولتی اور بند کرتی مصروف سی بولی۔

''تو پھر۔کیا خیال ہے؟'' بوجھل آواز میں پوچھا گیا۔

''کس بارے میں؟'' وہ حیران ہوئی۔

کنعان نے پیار سے اس کے کان سے ہونٹ لگا کر سرگوشی کی۔

''اجازت ہے۔''

دریہ نے ایک نظر کنعان کی آنکھوں میں دیکھا اور وہاں نظر آتے محبتوں کے سمندر کو دیکھ کر شرماتے ہوئے ہاں میں سر ہلا کر منہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔کنعان نے بھی سرشار سا ہو کر اس کے گرد اپنی بانہوں کا مضبوط حصار باندھا اور ہونٹ اس کے بالوں پر ٹکا دیے۔

وہ خوش تھا،سرشار تھا اور پرسکون بھی تھا۔ہونا بھی چاہیے تھا آخر کو اتنے لمبے انتظار کے بعد کنعان کے پاگل پن کو اس کا پیار جو مل گیا تھا۔

''ہاں ہم تو پاگل ہیں
اور پیار ہمارا پاگل پن
ہاں ہم کو تم سے پیار ہوا
اور یہی ہمارا پاگل پن۔''

ختم شد

http://sohnidigest.com